آیاتِ محبّت

(عقیدہ نگاری)

حمدیں نعتیں منقبتیں نظمیں نوحے سلام رباعیات



فراست رضوی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیاتِ محبّت

(حمد، نعت، منقبت، نظمیں، نوحے، سلام، رباعیات)

فراست رضوی

فروغ کتاب پبلی کیشنز

کتاب : آیاتِ محبت
مصنف : فراستؔ رضوی
انتخاب : جعفر عسکری
حروف بینی : نسیم نازشؔ
اشاعت اوّل : ستمبر ۲۰۱۸ء
تعداد : ایک ہزار
کمپوزنگ : جہانِ حمد
طابع : سید غلام اکبر
قیمت : ۵۰۰ روپے

انتساب:

اپنے مخلص و مہربان، رفیقِ دیرینہ، عاشقِ اہلِ بیتؑ

سیّد فیاض حیدر رضوی

کے نام ......

گوہرِ اشک، عزاء جمع ہوتے ہیں جب سے
ہم بھی شامل ہوئے جنّت کے خریداروں میں

نخلِ بیاں

حمدیں

نعتیں

منقبتیں

نظمیں

نوحے

سلام

رُباعیات

حرفِ آخر

•••

غمِ عرفان کی شاعری

ڈاکٹر محمد رضا کاظمی

فراست رضوی غمِ جاناں سے گزرے، غمِ دوراں سے گزرے اور اب غمِ عرفاں سے گزر رہے ہیں۔ ہائکو، غزل، رباعی، اور اب ''آیاتِ محبت'' لائے ہیں جو حمد، نعت اور منقبت پر مشتمل کلام ہے عنوان کتاب جمیل مظہری کی یاد دلا گیا:

''ہم مسلماں ہیں محبت کو خدا کہتے ہیں''

گویا فراست کے یہاں بھی وہ محبت نہیں جو ایک شے بدنام ہے بلکہ وہ جو خدائی کے لئے عام ہے۔ فراست رضوی سے تعارف کا وسیلہ بنے تھے۔ جوش صاحب فراست کو ان کی رباعی نگاری کی وجہ سے عزیز رکھتے تھے۔ فراست نے دستورِ عام کے مطابق اپنی رباعیات کو کتاب کے آخری دفتر میں رکھا ہے مگر زبانی روایت یہ ہے کہ آغاز رباعیات سے ہوتا ہے۔ فراست نے رباعی کی تمام مروّجہ بحروں میں رباعیات کہی ہیں اور ان کا شعری کمال کا چہرہ نما ان کی یہ رباعیات ہی ہیں:

آ دیکھ جو معجزہ بیاباں میں ہے
اک رنگ بقا خونِ شہیداں میں ہے
جو صبح ہے اسلام کے چہرے کی چمک
وہ صبح اسی شامِ غریباں میں ہے

یہاں صرف پیغام نہیں جو محاکات ہیں وہ معقول کو محسوس تک لے جا رہے ہیں۔ ایک اور رباعی سنیئے۔ یہاں پیغام کی لَو ذرا اونچی ہے لیکن اسے آفاقیت کا ایک ایسا پہلو دیا گیا ہے کہ دلیل

بھی ضرب آگیں ہے اور اظہار بھی ضرب آگیں ہے:

اللہ کی حکمت کا یہ گُر ہوتا ہے
پوشیدہ خزف ریزوں میں دُر ہوتا ہے
درکار ہے تھوڑا سا حُسینی جذبہ
ہر شخص کے اندر کوئی حُر ہوتا ہے

ہمارے عہد میں سب سے بڑا بحران کردار کا ہے اور کردار کے امکان کا نام حُر ہے۔ مگر یہاں فراست رضوی کردار کی ایثار سے جو نسبت قائم کرتے ہیں وہ الگ ہی داد کی مستحق۔

''آیات محبت'' میں ایک عقیدت مند کے لئے تمام اصناف کی نمائندگی یعنی حمد، نعت، منقبت، سلام اور نوحے کی صورت میں عزائیہ پہلو بھی موجود ہے۔ ظاہر ہے زبان کوئی بھی ہو حمد سب سے مشکل صنف سخن اس واسطے ہے کہ یہاں تجرید کا سامنا ہوتا ہے۔ تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ فراست رضوی نے حمد کو مناجات کا پیرایہ دے کر اُسے گری جذبات سے ہم کنار کردیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ما سوا خالق کونین کے رکھ سکتا ہے کون
انجم و ابر و ہوا قلزم و کہسار کی لاج
میں نے کفار کی بیعت سے کیا ہے انکار
رکھ لے اے رب صمد تو مرے انکار کی لاج
مجھ کو جانا ہے مدینے میں شکستہ پا ہوں
رکھنا اے قافلہ والو مری رفتار کی لاج
نام تو لیتے ہیں سیرت پہ نہیں چلتے ہیں
کاش ہم بھی تو رکھیں سیدِ ابرارؐ کی لاج

فلسفہ کی ایک شاخ ہے Teleology جو مقصد تخلیق کے موضوع سے تعلق رکھتی ہے۔ ہم تو مسلمان ہیں ہمارے لئے ایک آیت ہی کافی ہے۔ دیگر یہاں فراست نے ردیف وہ چنی ہے جو تخلیق کے ہر زاویے کو منور کررہی ہے۔ لاج دراصل مرضی داور کی شرح ہے اور فراست ان نکات

کو ہمارے قلب میں اُتار رہے ہیں۔ اب رو معرفت پہ فراست رضوی کا وہ قدم دیکھیے جو انا لحق کے مقابل رخ پر ہے۔ حمد میں اس مضمون کا ادا ہونا بہت ہی ندرت رکھتا ہے اور یہاں جذب کی ایک پیمائش سی بن رہی ہے۔ بندے کی عاجزی سے معبود کی قدرت عیاں کی گئی ہے اور پھر مثالیت پسندی کا یہ گوشہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ اس شعر کو پڑھ کر افلاطون کی غار والی تمثیل یاد آتی ہے:

مجھے لگتا ہے میں اک عکس ہوں دیوار ہستی پر
میں ہوں بھی یا نہیں ہوں کچھ مجھے اس کی خبر کر دے

گویا فراست رضوی میزانِ آگہی تک آ ہی گئے۔ حمد کے ساتھ نعت کے اشعار بھی جا بجا لَو دے اُٹھتے ہیں اس لیے یہاں حضوری دوری پر اور بھی حاوی ہے۔ صرف دو مثالیں کافی ہوں گی:

آیا ہوں مدینے میں تو ہوتا ہے یہ محسوس
جاتا ہے یہیں سے کوئی فردوس کا زینہ

☆

معراج کی رات تھم گیا تھا
بہتا ہوا وقت کا یہ دھارا

یہاں بھی ہم معرفت کو تدریجاً محسوس کرتے ہیں۔ معراج میں زمان و مکان سے ماورا ہونے کا تصور ہے۔ اسے روحانی جہت سے بھی برتا گیا ہے اور مادی جہت سے بھی۔ جبکہ معرفت کے لئے اگر کوئی سمجھے مادی جہت ہی کافی ہے تو اس میں بھی ایک مابعد الطبعیاتی زاویہ موجود ہے۔ اب یہاں سے فراست رضوی، حجاز کے قافلے میں شامل ہو جاتے ہیں اور ہمیں منزلِ شہادت تک لے آتے ہیں:

قربانیوں کا سب میں ہے اک سلسلہ الگ
یثرب الگ، نجف ہے الگ کربلا الگ

جیسے آغاز کربلا سے کیا تھا، انجام کربلا پہ ہے۔ عزائیہ شاعری کی روایت جو بیسوی صدی میں بنی وہ کم و بیش بیسویں صدی کے ساتھ ہی تمام ہوئی۔

چوں کہ تمثیل کی اساس نظم معریٰ ہے اور الیہ فضا بسا اوقات ایسی نوعیت اختیار کر لیتی ہے کہ قافیے سنجیدہ اظہار کے سامنے ڈگمگانے لگتے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنے کی خاص ضرورت ہے کہ فراست

رضوی نے نظم معریٰ میں عزائیہ اظہار کس درجے کا کیا ہے۔ وہ فی ذاتہٖ اور دوسرے اصناف کے مقابل یہ کتنا پُر اثر ہے اور میں اپنے انتخاب میں تاریخ کے عمل کو شامل کر رہا ہوں۔ ایک نمونہ دیکھیں ''فتح معصوم'':

حُرملا ٹوٹ گئی تیری کماں
تیر جو تو نے چلایا، ترے حلقوم میں پیوست ہُوا
مر گیا صفحۂ تاریخ پہ تُو
اور تری لاش کو بو
آج بھی آتی ہے صحرا کی ہوا سے لپٹی
تجھ کو معلوم نہ تھا
حیدرِ کرّار کے گھر کے بچے
صبر و ایثار و وفا میں ہیں پہاڑوں سے بلند

یہاں نظم آزاد سبب بنی ہے فراست رضوی کے لہجے کی قطعیت کو ابھارنے کی۔ ''مر گیا صفحۂ تاریخ پہ تو'' کی تلمیح یہ ہے کہ ابو مخنف نے اگر کسی قاتل کی شناخت سے گریز کیا ہے تو حُرملا کی شناخت سے اس نظم کے مصرعوں میں اشاریت کی تکنیک قاری کو ایک نئے علامتی اظہار سے روشناس کراتی ہے۔ اس سے زیادہ زُود اثر انگیز نظم کا عنوان ہے ''کون آیا ہے'':

کفر اور شرک کے سناٹے میں
آہنی طوق و سلاسل کی ہے جھنکار ایسے
جیسے اک جنگ کا اعلان ہو باطل کے خلاف
جیسے آزادی کے نغمے پسِ زنداں گونجیں
کربلا خیر کے کرداروں سے پاتی ہے جلا
کربلا حرفِ صداقت کا صلہ
یہ نہ ہوتے جو سرِ کرب و بلا
آج تاریخ کسی اور ڈگر پر ہوتی

یہاں فراست رضوی ایک قیدی کے اس رعب وجلال کو ابھار لائے ہیں کہ جب قافلہ فصیل دمشق کے قریں آیا تو ایک شخص نے آگے بڑھ کر سید سجادؑ سے پوچھا من الغالب (غالب کون ہے) یہاں بھی اور دربار یزید میں بھی سید سجادؑ نے یہی جواب دیا۔ جب اذان سننا تو جان لینا کہ کون غالب ہے۔ تاریخ کی ڈگر یہی ہے اور یہ زمانہ حال کے لیے ایک تازیانہ ہے جہاں عالمی جنگ دمشق کے گرد لڑی جارہی ہے۔

موجودہ صدی میں دہشت گردی کے ذریعے عزاداری پر دباؤ ڈالنے کا عالمگیر نظام قائم ہو چکا ہے جو نیا نظم جہاں قائم ہوا ہے اس میں عزادارانِ حسینؑ کے لئے ہر اصول سے استثنا نکالا گیا ہے۔ اسی سبب آج کی عزائیہ شاعری میں مدافعانہ رویہ اور احتجاجی لہجہ دوچند ہو گیا ہے اور ظاہر ہے کہ فراست رضوی اس کے نہایت موثر ترجمان ہیں:

تجھے خبر بھی نہیں ناقدِ عزائے حسینؑ
ترے بدن پہ سلامت یہ سر حسینؑ سے ہے

☆

اصغر کے تبسم سے ملا پائیں نگاہیں
ہمت ابھی اتنی بھی ستم گر نہیں رکھتے

فراست رضوی نے نہایت بلیغ انداز میں واضح کر دیا کہ یہ جنگ ہتھیار کی نہیں انکار کی ہے اور کل کے دہشت گردی کی طرح آج کے دہشت گرد بھی بے اثر ہتھیاروں سے لڑ رہے ہیں۔ آپ غور کرتے جائیں فراست رضوی کے یہاں سلاست زبان وہاں بڑھتی ہے جہاں مضمون بہت اعلیٰ ہو چنانچہ درج ذیل شعر کلامِ میر سے پہلو مارتا ہے:

سر بلندی دے گیا اسلام کو
ایک سجدہ زیرِ تیغِ بے نیام

علوئے مضمون تو ہے ساتھ ہی آہنگ میر بھی ہے جو ابدالی کے حملوں کی طرح ہمارے طرزِ احساس کو واپس اسی نہج پر لاتا رہتا ہے۔ آخری حملہ ۱۹۷۹ء سے جاری ہے اور اس پڑاؤ کے نتیجے میں ہمارا اپنا شعری ردِ عمل تشکیل پاتا رہا ہے اگر فراست رضوی کے انفرادی آہنگ کو جاننا ہو تو ذیل

کے اشعار کو ملاحظہ فرمائیں:

ہر دکھ میں وجہ صبر ہے سبطِ نبیؐ کا غم
انسان کے لئے کوئی جائے اماں تو ہے
عباس کی بلندئ کردار کے طفیل
تاریخ میں وفا کی کوئی داستاں تو ہے

یہاں صوتی آہنگ مراد نہیں، معنوی آہنگ مراد ہے۔ فراست رضوی اسلامی تاریخ کو انسانی تاریخ کی قدروں کے حوالے سے دیکھنے کا عزم رکھتے ہیں۔ ان کے عارفانہ کلام کا سرچشمہ یہی ہے۔ فراست رضوی سے میرے مراسم اتفاقِ رائے سے نہیں بلکہ اختلاف سے عبارت رہے ہیں۔ ایسے میں حق گوئی کے مطالبات بڑھ جاتے ہیں اس میں دخل خواری کا نہیں عزت سادات کا ہے۔ فراست رضوی کے اس شعر کے آگے کسی حوالے سے مجھے لب کشائی کا حوصلہ نہیں ہے:

مشہد سے بھی گزرتا ہے اک جادۂ نجات
فردوس کا پتہ ہیں امامِ رضاؑ غریب

+++

حضرت فراست رضوی کا نیا مجموعۂ شاعری

"آیاتِ محبت"

ساحر لکھنوی

دینی شاعری جذبے اور عقیدت کی شاعری ہوتی ہے۔ اس لئے بیشتر شعرائے کرام دینی شاعری میں فکروفن کی اہمیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دیتے۔ دینی شاعری اگرچہ نسبتاً آسان ہے مگر اس میں حفظِ مراتب کا خیال رکھنے کی شرط اسے مشکل بھی بنا دیتی ہے۔ مقدس ہستیوں کے بارے میں بعض غیر محتاط شعراء ایسی باتیں نظم کرجاتے ہیں جو کارِثواب کے بجائے عذاب بن جاتی ہیں۔ اس کی سب سے نمایاں مثال نعت نگاری ہے۔ بڑے بڑے نامور شعراء حضور سرکارِ رسالتؐ کی مدح ایک محبوبِ مجازی کی طرح کرتے ہیں جو کئی زاویوں سے خلافِ ادب ہے۔ نعتیہ قصائد کو چھوڑ کر جو ہمارے نہایت بلند مرتبہ شعراء کے کارنامے ہیں، دوسری اصنافِ نعت میں حفظِ مراتب اور فکری وفنی اقدار کے نمونے بہت کم ملیں گے۔ عموماً سیرت النبیؐ کے بجائے سراپائے مقدس کے بیان میں زلف ورخ کی مدح نعت کو محبوبِ مجازی کی تعریف وتوصیف بنا دیتی ہے۔ بیشتر نعتوں میں یہی کیفیت نظر آئے گی۔ ایک بڑے نعتیہ مشاعرہ کی صدارت کرتے ہوئے اپنے وقت کے ایک عظیم المرتبت فقیہ ومجتہد سید العلماء حضرت علامہ سید علی نقی صاحب نے فرمایا تھا مجھ سے تو یہ کہا گیا تھا کہ سیرت النبی کا جلسہ ہوگا مگر یہاں نعتیہ منظومات سن کے محسوس ہوا کہ جلسہ سیرت النبی کا نہیں بلکہ صورت النبی کا ہے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ منقبت نگاری میں اگرچہ ممدوحِ مقدس کی سیرت

نگاری کا نعتیہ نظموں جیسا اظہار و انداز نظر آتا ہے مگر اعلیٰ درجے کی شاعری کے نمونے اس میں بہت کم ملتے ہیں کیونکہ منقبت نگاری میں تکرارِ مضامین کی روش عام ہے۔

اس وقت جواں فکر و پختہ کار شاعر حضرت فراستؔ رضوی کی دینی شاعری کا ایک ضخیم مجموعہ ”آیاتِ محبت“ جو دینی شاعری کے تمام اصناف پر مشتمل ہے یعنی حمد، نعت، مناقب، سلام اور نوحوں کے علاوہ پچاس سے زائد رباعیات بھی اس کی زینت ہیں، میرے پیشِ نظر ہے۔

جناب محترم فراستؔ رضوی کا تعلق لکھنؤ سے ہے۔ اس لئے ان کی زبان نکھری ہوئی اور لکھنؤ کی با محاورہ فصیح و بلیغ زبان کا نمونہ ہے جو آج کے بیشتر شعراء کی دسترس سے باہر ہے۔ زبان و ادب کے زوال کے اس دور میں حضرت فراستؔ رضوی کا کلام دینی شاعری کا ایک قابلِ تقلید معیار مقرر کرتا ہے۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے اپنی عمر کا ایک حصہ حضرت جوشؔ ملیح آبادی جیسے بلند مرتبہ شاعر سے اکتسابِ فیض میں صرف کیا اور انہیں حکیم راغب مراد آبادی جیسے استادِ فن سے بھی طویل قربت حاصل رہی ہے۔ یوں زبان و بیاں اور فکر و فن کے اعتبار سے ان کی شاعری کو سندِ اعتبار حاصل ہوگئی۔ فراست رضوی صاحب کی فنِ شاعری میں مہارت اس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ عہدِ موجود میں رباعی جیسی مشکل صنفِ سخن کے واحد با کمال شاعر ہیں۔ اس کے علاوہ وہ مشاق مرثیہ نگار بھی ہیں۔ اردو میں رباعی گوئی کو بیشتر مرثیہ نگار شعراء نے ہی حیاتِ تازہ عطا کی ہے۔ فراستؔ صاحب کا ایک مجموعۂ رباعیات بھی ”درد کی قندیل“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ جس میں ہمارے عہد کے جید عالمِ دین اور بے مثال شاعر علامہ طالب جوہری نے رباعی کی تاریخ، تکنیک اور تنقید کے حوالے سے بڑی عالمانہ تقریظ تحریر فرمائی ہے۔ زیرِ نظر مجموعے میں بھی ان کی بلند پایہ عزائی اور منقبتی رباعیات شامل ہیں۔

فراستؔ صاحب نے بیشتر شاعری مروجہ ہیئتوں میں کی ہے مگر دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق انہوں نے آزاد نظم کی ہیئت میں بھی حمد و نعت و منقبت وغیرہ لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی بعض منظومات پرانی اور مقبول زمینوں میں بھی ہیں مثلاً ”خیر الانام اے شہِ بطحا تمہیں تو

ہو" (ظفر علی خاں)، "سبطِ نبی نے جان لُٹا کر حرفِ صداقت عام کیا" (میر تقی میر)، "جو تذکرے کسی محفل میں کربلا کے چلے" (میر انیس)، "سیر تیں ایسی لازوال کہاں" اور "علی کا قصیدہ رقم دیکھتے ہیں" (مرزا غالب)، "پیکرِ رحمتِ یزداں ہے سراپا تیرا" (مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی) وغیرہ۔ مگر ان منظومات کی ہیئت یا زمینیں پرانی ہونے کی باوجود ان کی مضمون آفرینی کا قرینہ جدید ہے۔ گذشتہ شعراء کے مضامین کو اُلٹ پھیر کر کے نظم نہیں کیا گیا ہے۔ فراستؔ رضوی نے ہر زمین میں اپنی فکری تازگی اور عقیدت کے شعوری پہلو کا لحاظ رکھا ہے اور پامال مضامین سے بیشتر اجتناب کیا ہے۔ بیشتر سے ہماری مراد یہ ہے کہ دینی ممدوحین کی مدح میں وہ باتیں نظم کی جاتی ہیں جو مستند احادیث اور تاریخی روایات کے عین مطابق ہوتی ہیں اور ان میں محض شاعرانہ خیال آرائی نہیں ہوتی۔ ایسے مشہور صفات کو نظم کرنے میں عمومیت اور یکسانیت سے بچا نہیں جا سکتا مگر یہ سارا شعری عمل مدح کے تقاضوں کے عین مطابق ہوتا ہے مگر اظہار کا طریقہ الگ الگ ہوتا ہے۔ اس میں کسی شاعر پر کہی ہوئی باتیں دہرانے کا الزام عائد نہیں ہو سکتا۔

فراستؔ صاحب نے مدح میں حمد، نعت، منقبت، سلام اور نوحے میں صرف مروجہ ہیئتیں اختیار نہیں کی ہیں بلکہ مخمس، مسدس، مثلث اور ترجیع بند کی ہیئت میں بھی اپنے جذبات اور اپنے احساسات کا اظہار کیا ہے۔ ایک بات اکثر کہی جاتی ہے کہ ایک اچھا انسان ہی ایک اچھا شاعر ہو سکتا ہے اس معیار پر بھی وہ پورے اُترتے ہیں۔ حضرتِ فراست رضوی حسنِ اخلاق میں بھی ایک نمایاں شخصیت کے مالک ہیں اور اپنے حُسنِ اخلاق میں وہ اکثر شاعرانہ مبالغہ سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔

یہ حضرت فراستؔ رضوی کے نئے مجموعہ کلام پر ایک سرسری سا تبصرہ تھا۔ ہم نے اس میں اشعار کا انتخاب مثالاً بھی پیش نہیں کیا ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کا ذوقِ نظر ہر ایک کی پسند اور ہر ایک کی سخن شناسی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کسی پر اپنی پسند مسلط کرنا غیر شاعرانہ رویّہ معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ انتخاب ہم قارئین محترم ہی پر چھوڑتے ہیں۔ فراستؔ رضوی نے اس کتاب میں اپنے خونِ

جگر سے اپنے دینی جذبات کو اشعار کے سانچے میں ڈھال کر اپنے قاری کے ذوقِ مطالعہ کی نذر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ:

فراستؔ اپنا ہے رنگِ سلام سب سے الگ
کہ میری فکر کسی سے بھی مستعار نہیں

ہماری دعا ہے کہ پروردگارِ عالم حضرت فراستؔ رضوی کو عمرِ خضر عطا کرے اور ان کی مدح و ثناء کی توفیقات میں برابر اضافہ فرمائے:

ایں دعا از من جملہ جہاں آمین آباد

+++

حمدیہ

حمد

دل کو مرے ہر نفس تیری ثنا چاہیے
جیسے چمن کے لئے بادِ صبا چاہیے

دیکھ کے کہسار و راغ، دیکھ کے صحرا و باغ
ذکرِ خدا چاہیے، حمدِ خُدا چاہیے

دل ہے غم کا حصار اے مرے پروردگار
ایسی گھٹن میں مجھے تازہ ہوا چاہیے

گردشِ شمس و قمر، ہے ترے زیرِ اثر
وقت کی رفتار کو اِذن ترا چاہیے

انجم و مہتاب کو تو نے عطا کی چمک
کِھلتے ہوئے گُل کو بھی تیری رضا چاہیے

قافلۂ دینِ حق سویا پڑا ہے اِسے
شورِ جرس چاہیے، بانگِ درا چاہیے

گنبدِ خضرا کی دید، خانۂ کعبہ کا قُرب
اِس کے سوا دہر میں اور مجھے کیا چاہیے

شان و جلالت میں کون تیرا مقابل ہوا
لفظ تری مدح میں سب سے جُدا چاہیے

چاہوں جو کرنا بیاں تیری فقط اک صفت
عمرِ خضر چاہیے، فکرِ رسا چاہیے

پیرہن لفظ ہے مدح کے قامت پہ تنگ
حمد کو اُسلوبِ فن کوئی نیا چاہیے

دل پہ عیاں ہوں گی اور تیری صفاتِ جمال
خِلقتِ کونین پہ غور ذرا چاہیے

تو ہے ازل سے بھی قبل تو ہے ابد کے بھی بعد
تیری ہی چشمِ کرم مجھ کو سدا چاہیے

مانگ فراستؔ دعا آلِ نبیؐ کے طفیل
تجھ کو اگر مُستجاب اپنی دُعا چاہیے

+++

حمد

بدلتے وقت کی ہر اک اَدا بھی تیری ہے
حیات بھی ہے تری اور قضا بھی تیری ہے

تیرے ہی حکم سے کھلتے ہیں پھول شاخوں پر
چمن بھی تیرا ہے ، بادِ صبا بھی تیری ہے

ترے ہی فیض سے رقصاں ہیں سارے سیارے
مہ و نجوم کے رُخ پر ضیا بھی تیری ہے

نگارِ شب کا لباسِ سیاہ بھی تیرا
عروسِ صبح کی زرّیں قبا بھی تیری ہے

ترے ہی اذن سے سانسوں کا ہے سفر جاری
یہ دل دھڑکنے کی ہر پل صدا بھی تیری ہے

جو غیب میں ہیں وہ عالم بھی ہیں تری تخلیق
یہ کائنات کی حیرت سرا بھی تیری ہے

عدم کے دشت کا گہرا سکوت بھی تیرا
یہ شورشِ جرسِ قافلہ بھی تیری ہے

جو ذرّے میں ہیں چھپے وہ بھی ذرّے ہیں تیرے
تمام وسعتِ ارض و سما بھی تیری ہے

تو ہو کے آنکھ سے اوجھل بھی ہر جگہ موجود
تو لامکاں ہے مگر دل میں جا بھی تیری ہے

ترے ہی عشق سے اِن بستیوں کی ہے پہچان
نجف بھی تیرا ہے اور کربلا بھی تیری ہے

رسولِ پاکؐ کے لفظوں میں تیری روحِ کلام
نوائے خلوتِ غارِ حرا بھی تیری ہے

تری رضا تُو جسے چاہے ضوفشاں رکھے
چراغ بھی ہیں ترے اور ہوا بھی تیری ہے

فراستِ رضوی تیرا بندۂ عاجز
کہ اس کی جانِ ستم آشنا بھی تیری ہے

+++

حمد

تیری رحمت سے ہے قائم مرے کردار کی لاج
میرے ایمان کی حُرمت، مرے افکار کی لاج

جب بھی مانگی ہے دُعا بھر گیا دامن میرا
تُو نے رکھی ہے ہمیشہ مرے اظہار کی لاج

میرا سر غیر کے آگے کبھی جُھکنے نہ دیا
رہ گئی تیرے کرم سے مرے پندار کی لاج

ما سوا خالقِ کونین کے رکھ سکتا ہے کون
انجم و ابر و ہوا، قُلزم و کہسار کی لاج

دیکھ سکتا ہوں میں تخلیق کو خالق کو نہیں
بس یہیں تک ہے مرے دیدۂ بیدار کی لاج

مرضِ دہر پرستی سے بچا لے مولا
تجھ ترے کون رکھے گا ترے بیمار کی لاج

میں نے کفار کی بیعت سے کیا ہے انکار
رکھ لے اے ربِّ صمد تُو مرے انکار کی لاج

مجھ کو جانا ہے مدینے میں شکستہ پا ہوں
رکھنا اے قافلے والوں، مری رفتار کی لاج

نام تو لیتے ہیں سیرت پہ نہیں چلتے ہیں
کاش ہم بھی تو رکھیں سیدِ ابرارؐ کی لاج

آئے جب میری شفاعت کو رسولِ برحقؐ
رہ گئی حشر میں مجھ جیسے گنہ گار کی لاج

کیوں نہ کونین ہو اللہ کی عظمت کی دلیل
حُسنِ تعمیر عمارت سے ہے معمار کی لاج

آج انساں ہے تباہی کے دہانے پہ کھڑا
اب ترے ہاتھ ہے مالک ترے شہکار کی لاج

میں نے جو حمد لکھی آگئی لوگوں کو پسند
رکھ لی خلاقِ ازل نے مرے اشعار کی لاج

جس نے توحید پہ سمجھوتہ فراست نہ کیا
اُس نے اللہ تعالیٰ سے رکھی پیار کی لاج

+++

حمد

اصل اُس کا عکس ہے اور ما سوا کچھ بھی نہیں
جو نظر آتا ہے ہم کو آئینہ کچھ بھی نہیں

وہ ازل سے قبل تھا اور ہے ابد کے بعد بھی
ابتدا کچھ بھی نہیں ہے ، انتہا کچھ بھی نہیں

ماورائے عقل ہے وہ اُس کے بارے میں ہمیں
علم ہے کچھ بھی نہیں اور علم تھا کچھ بھی نہیں

آتی جاتی سانس بھی اُس کا عطیہ ہی تو ہے
میری ہستی اُس کی رحمت کے سوا کچھ بھی نہیں

قبلِ تخلیق زمانہ میں بھی وہ موجود تھا
جب نہ تھے موجود یہ ارض و سما کچھ بھی نہیں

اذن سے اُس کے فضا میں بادلوں کا رقص ہے
حکم گر اُس کا نہ ہو ابر و ہوا کچھ بھی نہیں

جس طرف نظریں اُٹھاؤں اُس کا چہرہ ہی تو ہے
جُز خُدا اِس دہر میں جلوہ نما کچھ بھی نہیں

اُس کی اِک صورت بنالی ہم نے تشبیہات سے
اُس کی عظمت کا حقیقت میں پتہ کچھ بھی نہیں

پا نہیں سکتا ہے وہ ذاتِ الٰہی کا سُراغ
حُسنِ فطرت دیکھ کر جو سوچتا کچھ بھی نہیں

صرف اِن کو سُرمۂ خاکِ مدینہ چاہیے
عہدِ نو کے کور چشموں کی دوا کچھ بھی نہیں

خالقِ کونین سے پائی ہے دل کی ہر مُراد
مجھ کو دنیا کے خُداؤں سے ملا کچھ بھی نہیں

اے فراستؔ اپنے رب کے روبرو سر کو جُھکا
بے عبادت زندگانی میں مزا کچھ بھی نہیں

+++

حمد

مرے معبود مجھ پر بھی عنایت کی نظر کر دے
مجھے بھی اِس جہانِ رنگ و بو میں معتبر کر دے

مِٹا دے میرے دل سے نقش سارے حُبِّ دنیا کے
فقط اپنی محبت کا مرے سینے میں گھر کر دے

فصیلِ سنگ ہے میری انا راہِ محبت میں
جو تُو چاہے تو اِس دیوار میں پتھر کی در کر دے

نجانے کب اُجالا اِن کی آنکھوں میں اُتر آئے
مجھے اندھوں کی اِس بستی میں تُو آئینہ گر کر دے

تری چشمِ کرم پت جھڑ کو فصلِ گُل بناتی ہے
مرے دل کے نہالِ خشک کو تازہ شجر کر دے

مرے چاروں طرف ہیں دشمنوں کی تیز تلواریں
میں بے طاقت ہوں مجھ پر اپنی رحمت کی سپر کر دے

میں بے قیمت خزف ہوں ٹھوکروں میں اہلِ دنیا کی
مجھے اے خالقِ ارض و سماں رشکِ گہر کر دے

مجھے لگتا ہے میں اک عکس ہوں دیوارِ ہستی پر
میں ہوں بھی یا نہیں ہوں، کچھ مجھے اِس کی خبر کر دے

جمال ایسا عطا کر دے مرے بے رنگ لفظوں کو
مرا ہر شعر سُننے والے کے دل پر اثر کر دے

ترے محبوبؐ کی اُمت زوال آمادہ ہے کب سے
بہت لمبی یہ غم کی رات ہے مالک سحر کر دے

وہ رستہ جس کی منزل روضۂ شاہِ مدینہؐ ہو
مجھے اُس راہ گزارِ شوق کی گردِ سفر کر دے

+++

حمد

وہ جس کی آرزو ہے کہ اُس کو خدا ملے
وہ مکتبِ شعورِ محمدؐ سے جا ملے

ذرّے سے لے کے مہر و مہ و برگ و گُل تلک
سارے شجر حجر ترے محوِ ثنا ملے

یہ کائنات تیرا ہی آئینہ خانہ ہے
تیرے ہی عکس ہیں جو ہمیں جا بجا ملے

ظاہر بھی تُو ہے اور نہاں بھی نگاہ سے
مخلوقِ کم نظر کو ترا راز کیا ملے

اے ربِ ذوالجلال میں ہوں تیرا خواں
آئینۂ ہنر کو مرے بھی جِلا ملے

دنیا ہو یا خلا ہو ستارے ہوں یا فلک
جس جا نگاہ کی ہے ترے نقشِ پا ملے

تُو حلقۂ حواسِ بشر سے ہے ماورا
ممکن نہیں کہ عقل سے تیرا پتا ملے

تیری مثال کی بھی نہیں کوئی شے یہاں
حرفِ غلط کہ تجھ سا کوئی دوسرا ملے

پیشِ خدا ملے گی اُسی کو قبولیت
وہ حمد جس کا نعت سے کچھ سلسلہ ملے

بن جائیں روشنائی سمندر ، شجر قلم
پھر بھی یقیں نہیں ہے کہ حرفِ رسا ملے

+++

حمد

میرے دل میں یقیں خدا پر ہے
کب مرا دھیان ماسوا پر ہے

یہ زمان و مکاں کا قصرِ جلیل
قائم اللہ کی رضا پر ہے

تیری عظمت کا جاوداں پرتو
پھولوں پر موجۂ صبا پر ہے

عقلِ انساں رہیں حیرانی
تیری تخلیق کی ادا پر ہے

اک سراجِ مُنیر رکھا ہُوا
اسی تاروں بھری ردا پر ہے

بندگی کی ہے روح ترکِ انا
اور زمانہ مصر انا پر ہے

تیرا ادراک جب نہیں ممکن
تیرا انکار کس بنا پر ہے

فیضِ کاوش کو مانتا ہوں مگر
کامیابی تری عطا پر ہے

المدد المدد خداوندا
ہر طرف ظلم انتہا پر ہے

تیرے ہی تحفۂ خرد کے طفیل
آدمی بامِ ارتقا پر ہے

رحمتِ دو جہاںؐ کا امتی ہوں
یہ کرم تیرا مجھ پر گدا پر ہے

حشر میں کیسے آؤں تیرے حضور
داغِ عصیاں مری قبا پر ہے

میری بخشش کا سارا دارومدار
گریہ و توبہ و دُعا پر ہے

+++

تحسینِ قرآن

دعوتِ فکر و نظر ہے معجزہ قرآن کا
مستند ہے معتبر ہے معجزہ قرآن کا

اس کے نورِ جاوداں سے ہر زمانہ فیض یاب
روشنی کا اک شجر ہے معجزہ قرآن کا

کون سا وہ علم ہے جو اس کے دامن میں نہیں
حاملِ ہر خشک و تر ہے معجزہ قرآن کا

راہ دکھلاتی ہے ہر جویائے حق کو یہ کتاب
آفتابِ بحر و بر ہے معجزہ قرآن کا

گنگ ہوکر رہ گئے سارے سخندانِ عرب
دیکھ کتنا پُر اثر ہے معجزہ قرآن کا

دیکھنے کے واسطے چشمِ بصیرت چاہیے
چار جانب جلوہ گر ہے معجزہ قرآن کا

وارثِ قرآن ہیں آلِ محمدؐ اس لئے
تاقیامت ہمسفر ہے معجزہ قرآن کا

اے فراستؔ اس زمیں کے رہنے والوں کے لئے
آسمانوں کی خبر ہے معجزہ قرآن کا

+++

نعتیں

ماہِ تمام

اے شہِ ارض وسمأ، نورِ ازلؐ، ختمِ رُسلؐ
آپؐ کے بعد نبیؐ کوئی نہیں آئے گا
آپؐ وہ آخری خورشیدِ ہدایت ہیں کہ جو
نوعِ انساں کے لئے
روشنی امن وصداقت کی لٹاتا ہی رہا
وادیٔ شرک کی سفاک سیہ راتوں میں
شمعِ توحید بہ ہر گام جلاتا ہی رہا
بیکسوں کو نئی اُمید دِلاتا ہی رہا
آج بھی آپؐ کی سیرت کے چراغ
خیر کی راہ دکھاتے ہیں ہمیں
جو کوئی آپؐ کے رستے پہ چلا

کامرانی نے قدم چوم لیئے ہیں اُس کے
ہم کو معلوم ہے، وقتِ گزراں کی آندھی
کر نہیں سکتی ہے گُل
آپ کی سیرت کے چراغ
نخلِ سدرہ کی پُر آسرار گھنی شاخوں پر
ہیں ہمیشہ کے لیئے نور فشاں
آپؐ کی عظمت کے چراغ
رحمتیں آپؐ کی ہیں دونوں جہانوں کے لیئے
جاوداں آپؐ کی رحمت کے چراغ
اے شہِ عرش مقامؐ
آپؐ پر لاکھوں درود اور سلام
آپؐ ہیں ماہِ تمام
آپؐ کے بعد نبیؐ کوئی نہیں آئے گا
آپؐ کے بعد نبیؐ کوئی نہیں آئے گا

+++

نعت

سرِ عرش کوچۂ نور میں ہے خرام میرے رسولؐ کا
صفِ انبیاء میں کسے ملا یہ مقام میرے رسولؐ کا

ہے چراغِ رحمتِ دوجہاں، ہے دوائے دردِ ستم کشاں
یہی ذکرِ سیّدالانبیاءؐ یہی نام میرے رسولؐ کا

جو زباں سے اُن کی ادا ہوئے وہ تمام لفظ ہیں روشنی
تب و تابِ چہرۂ آگہی ہے کلام میرے رسولؐ کا

درِ مصطفےٰؐ کا گدا ہوں میں، مجھے اور کچھ نہیں چاہیے
کہ شہانِ دہر سے معتبر ہے غلام میرے رسولؐ کا

وہ مثالِ مہر عیاں ہوا، وہ محیطِ کون ومکاں ہوا
جو حرا کی خلوتِ راز میں تھا قیام میرے رسولؐ کا

اُنہیں گمرہوں کا ملال تھا، اُنہیں بیکسوں کا خیال تھا
نہ تھا اپنی ذات کے واسطے کوئی کام میرے رسولؐ کا

نہ ہو جس میں رُتبہ رنسل و زر، فقط اہلِ تقویٰ ہوں معتبر
کوئی دن تو ہوگا جب آئے گا وہ نظام میرے رسولؐ کا

سُنو عہدِ نو کے جفا گرو، نہ بہاؤ خون کی ندیاں
تمہیں سوئے امن بُلا رہا ہے پیام میرے رسولؐ کا

+++

نعت

پیکرِ رحمتِ یزداں ہے سراپا تیرا
ماہِ کامل ہے شبِ دہر میں چہرا تیرا

خاک میں مجھ کو ملا دیتے زمانے والے
مجھ کو حاصل نہیں ہوتا جو سہارا تیرا

تیری تخلیق پہ خالق کو بھی رشک آتا ہے
کون ہو سکتا ہے ثانی شہِ بطحاؐ تیرا

تیری ہر بات ہے انساں کے لیئے خیرِ کثیر
چشمۂ فیضِ ہدایت لبِ گویا تیرا

مدح خواں صرف بشر ہی نہیں دنیا میں ترے
قُدسیوں میں بھی سرِ عرش ہے چرچا تیرا

کرلیا مجھ پہ فرشتوں کے پروں نے سایا
نام جب میں نے لیا اے شہِ والاؐ تیرا

غم کے صحرا سے ترے چاہنے والے نہ ڈرے
ساتھ چلتا ہے کڑی دھوپ میں سایا تیرا

نوعِ انساں کے لئے روشنیٔ بامِ اُمید
راستہ مجھے کو دکھاتا ہے اُجالا تیرا

ذکر تیرا ہے مجھے سبز رُتوں کا پیغام
مژدۂ موسمِ گُل گنبدِ خضرا تیرا

یاد کرتا ہوں تو اک خواب سا لگتا ہے مجھے
کیسا لمحہ تھا کہ جب دیکھا تھا روضہ تیرا

+++

نعت

خیرالانامؐ اے شہِ بطحاؐ تمہی تو ہو
انساں کے سب دُکھوں کا مداوا تمہی تو ہو

مدحت تمہاری زینتِ قرآنِ پاک ہے
ممدوحِ ذاتِ حق مرے مولاؐ تمہی تو ہو

صبحِ ازل سے شامِ ابد تک ہے جس کا نور
وہ آفتابِ اُسوۂ حسنہ تمہی تو ہو

حُسنِ سلوک تم نے کیا دشمنوں کے ساتھ
ٹوٹے ہوئے دلوں کے مسیحا تمہی تو ہو

وابستہ ہر اُمید تمہارے ہی در سے ہے
ہم غمزدوں کے والی و آقا تمہی تو ہو

ابرِ کرم ہمارے لئے ہے تمہارا نام
دشتِ الم کی دھوپ میں سایا تمہی تو ہو

اسرارِ کائنات ہوئے تم پہ منکشف
مہمانِ کبریا شبِ اسرا تمہی تو ہو

آدم سے قبل تم تھے نبوّت سے سرفراز
باغِ ازل کا قامتِ زیبا تمہی تو ہو

جب تک کہ تم نہ آئے تھے ظلمت تھی چار سو
دنیا کی تیرگی میں اُجالا تمہی تو ہو

سب عکس تم میں خالقِ ارض و سما کے ہیں
آئینۂ حقیقتِ کبریٰ تمہی تو ہو

محبوبِ ربؐ تمہارے سوا اور کون ہے
مزمل و مبشر و طٰہٰ تمہی تو ہو

جو کچھ کہا ہے تم نے وہ اللہ نے کہا
پروردگار کا لبِ گویا تمہی تو ہو

ہے اور کون ختمِ رسلؐ ، نورِ اوّلیں
سب انبیاء میں گوہرِ یکتا تمہی تو ہو

انجیل میں زبور میں گیتا میں وید میں
ہے جس کا تذکرہ وہ سراپا تمہی تو ہو

تم جس کو مل گئے ہو خدا اُس کو مل گیا
معبود اور عبد میں رشتہ تمہی تو ہو

یہ کائنات خلق تمہارے لئے ہوئی
وجہِ ظہورِ عالمِ اشیا تمہی تو ہو

انسانیت کو تم سے ملی روشنی علم
غارِ حرا کی مشعلِ اِقرا تمہی تو ہو

گرداب امتحاں میں صدا اور کس کو دیں
اُمّت کی آس اے شہِ والاؐ تمہی تو ہو

+++

نعت

روشن شہِ بطحاؐ کی محبت سے ہے سینہ
رہتے ہیں وہ اس دل میں سو یہ دل ہے مدینہ

ہاتھوں میں مرے عشقِ محمدؐ کے ہیں پتوار
طوفان ڈبو سکتے نہیں میرا سفینہ

خاکِ قدمِ سرورِ کونینؐ جو مل جائے
کیا اس سے بڑا ہوگا کوئی اور خزینہ

آیا ہوں مدینے میں تو ہوتا ہے یہ محسوس
جاتا ہے یہیں سے کوئی فردوس کا زینہ

پھر اس کے لئے سہل ہے دنیا ہو کہ عقبیٰ
آجائے جسے عشق محمدؐ کا قرینہ

اے خسروِ عالمؐ میں بھکاری ہوں مجھے بھی
رحمت کے خزانے سے ملے کوئی نگینہ

+++

نعت

شہِ حجازؐ کا ہے تذکرہ اذاں کی طرح
یہ ایک اسم ہے ہم کو متاعِ جاں کی طرح

نقوشِ پائے محمدؐ سے جل رہے ہیں چراغ
رہِ حیات چمکتی ہے کہکشاں کی طرح

مجھے زمانے کے گرداب کیا ڈرائیں گے
خیالِ احمدِ مرسلؐ ہے بادباں کی طرح

اُنہی کے قدموں کو چھو کر خزف ستارہ ہوئے
کہ اُن کے پاؤں کی مٹی ہے آسماں کی طرح

وہ جن کا سایہ نہ تھا اُنؐ کا سایۂ رحمت
غموں کی دھوپ میں ہے سر پہ سائباں کی طرح

کوئی گدا نہ پلٹ کر گیا تہی دامن
نہیں ہے کوئی بھی در اُن کے آستاں کی طرح

دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے شہرِ رسولؐ
کشش نہیں ہے کسی خاک میں یہاں کی طرح

گرفتہ دل ہو فراستؔ اُنہیؐ کو یاد کرو
صعوبتوں میں وہ اک یاد ہے اماں کی طرح

+++

نعت

طرزِ اُخوت ہم کو سکھادی کالی کملیؐ والے نے
نفرت کی دیوار گرادی کالی کملیؐ والے نے

بے سمتی کے دشتِ بلا میں ہم گمراہوں کی خاطر
اپنے عمل سے راہ بنادی کالی کملیؐ والے نے

کفر کی تیرہ راہ گزر میں، شرک کی کالی راتوں میں
اک شمعِ توحید جلادی کالی کملیؐ والے نے

تقوے کو معیار بنایا پستی اور بلندی کا
ہر جھوٹی تفریق مٹادی کالی کملیؐ والے نے

جس بستی میں خون بہانا انسانوں کا شیوہ تھا
اُس کو بنایا امن کی وادی کالی کملیؐ والے نے

روشنئ وحدت کی چمک سے سارے مشرک لرز گئے
ظلمت میں مشعل لہرادی کالی کملیؐ والے نے

ایک خدا کا زندہ تصور بخشا سب انسانوں کو
دنیا کو توحید سکھادی کالی کملیؐ والے نے

اس کی چشمِ کرم سے ہم نے دین بھی پایا دنیا بھی
بگڑی ہوئی تقدیر بنادی کالی کملیؐ والے نے

اُس کی شفقت سب کے لئے ہے وہ تو سراپا رحمت ہے
اپنے دشمن کو بھی دعا دی کالی کملیؐ والے نے

جبر کی زنجیروں میں جکڑے نااُمید غلاموں میں
آزادی کی روح جگادی کالی کملیؐ والے نے

مایوسی کا حبسِ مسلسل جان ہماری لے لیتا
ہم کو اُمیدِ بادِ صبا دی کالی کملیؐ والے نے

مہرِ محبت بن کر چمکی اُس کی ذات اندھیروں میں
بجھتے ہوئے چہروں کو ضیا دی کالی کملیؐ والے نے

جس کی گونج سے خوفزدہ ہیں آج تلک سب صنم کدے
کوہِ صفا سے ایسی صدا دی کالی کملیؐ والے نے

+++

نعت

جینے کا ہنر عشقِ پیمبرؐ سے ملا ہے
جو کچھ بھی ملا ہے وہ اِسی در سے ملا ہے

حسرت تھی مجھے جس کی وہ اک گوہرِ بخشش
مجھ کو تری رحمت کے سمندر سے ملا ہے

آزادیٔ انساں ہے محمدؐ کی غلامی
نکتہ یہ مجھے سیرتِ اطہر سے ملا ہے

ہم جیسے گنہ گاروں کو رہ کون دکھاتا
جنت کا پتہ شافعِ محشرؐ سے ملا ہے

خوشبو مرے اطراف میں پھیلی ہے گلوں میں
کیا دل کو سکوں اسمِ معطّر سے ملا ہے

آفاق کے ویرانوں کو پیغامِ بہاراں
صحرائے مدینہ کے گلِ تر سے ملا ہے

آنکھوں کو مری رنگ یہ شادابیٔ جاں کا
اے گنبدِ خضرا ترے منظر سے ملا ہے

میں اور کہاں منصبِ مداحیٔ مولاً
اعزاز فراست یہ مقدّر سے ملا ہے

+++

نعت

جب اسمِ محمدؐ کی تنویر نظر آئی
مجبوروں کو جینے کی تدبیر نظر آئی

فاران سے اُبھرا جب رحمت کا مہ کامل
ٹوٹی ہوئی ظلمت کی زنجیر نظر آئی

اُس گنبدِ خضرا کی صورت میں سرِ طیبہ
مجھ کو مرے خوابوں کی تعبیر نظر آئی

مجھ زائرِ عاصی کو ہر سمت مدینے میں
جنت کی ہواؤں کی تاثیر نظر آئی

جو سرورِ عالمؐ کی تعلیم نے بخشی ہے
ایسی نہ غلاموں کی توقیر نظر آئی

جس رُخ سے نظر ڈالی ہستی شہِ بطحاؐ کی
اک خیرِ مجسّم کی تصویر نظر آئی

عظمت مرے آقاؐ کی ہر عہد کے انساں کو
پیشانیٔ عالم پر تحریر نظر آئی

اللہ سے جب مانگا صدقے میں محمدؐ کے
تب اپنی دعاؤں میں تاثیر نظر آئی

جب غور سے دیکھا تو سرکارؐ کی سیرت میں
قرآن کے پاروں کی تفسیر نظر آئی

+++

نعت

جب مجھ کو بلائیں گے سرکارؐ مدینے میں
مٹ جائیں گے سب رنج و آزار مدینے میں

بیدار اگر دل ہو، نمناک ہوں گر آنکھیں
کونین کے کھلتے ہیں اسرار مدینے میں

آقاؐ کی اطاعت میں اب عمر گزاروں گا
یہ میں نے کیا خود سے اقرار مدینے میں

اُس گنبدِ خضرا سے اک آس بندھی دل کو
بخشش کے نظر آئے آثار مدینے میں

دنیا کی محبت سے دل ہونے لگا خالی
کیا خوب بدلتے ہیں افکار مدینے میں

ہر موجِ ہوا میں ہے تاثیر مسیحائی
پھر کیوں نہ شِفا پائیں بیمار مدینے میں

سرکارؐ کے قدموں سے نسبت کا خیال آیا
صحرا بھی لگا مجھ کو گلزار مدینے میں

پیرایۂ گریہ میں ہربات کہی میں نے
رہتی ہے کہاں تابِ گفتار مدینے میں

روضے پہ فراستؔ پھر آقاؐ نے بلایا ہے
جا پڑھ کے سنا اپنے اشعار مدینے میں

+++

نعت

گزرے یہ عمر مدحِ حبیبِ خداؐ کے ساتھ
جاؤں میں روزِ حشر بھی حرفِ ثنا کے ساتھ

ہونٹوں پہ ذکرِ سیدِ لولاکؐ آگیا
خوشبو کا اک ہجوم ہے بادِ صبا کے ساتھ

کیا تازہ و شگفتہ رہا دل کا یہ گلاب
جب تک رہا مدینے کی آب و ہوا کے ساتھ

سرکارؐ کے فراق میں یہ میرا سیلِ اشک
اک گوہرِ نجات بھی لایا بہا کے ساتھ

ہوتی رہیں گی ساری دعائیں مری قبول
جب تک رہے گا نامِ محمدؐ دعا کے ساتھ

دیتے ہیں منزلوں کا سُراغ آپؐ کے قدم
رہتی ہے روشنی سی کوئی نقشِ پا کے ساتھ

میں کیا جھکوں گا اہلِ زمانہ کے سامنے
وابستگی ہے میری درِ مصطفےٰؐ کے ساتھ

اک یادِ شاہِ کون ومکاںؐ ہے غموں کے بیچ
اک دستِ مہرباں ہے دلِ مبتلا کے ساتھ

ہوگا طلوع آمدِ خیرالانامؐ سے
بخشش کا آفتاب بھی روزِ جزا کے ساتھ

آقاؐ مجھے دوبارہ مدینے بلایئے
میں جارہا ہوں لوٹ کے اِس التجا کے ساتھ

+++

نعت

تسکینِ دلِ زار فقط آپؐ کا در ہے
اے سیدِ ابرارؐ فقط آپؐ کا در ہے

ٹوٹا ہوا دل جس کا کوئی مول نہیں ہو
اُس دل کا خریدار فقط آپؐ کا در ہے

یہ بھیک اُجالوں کی کہیں بھی نہیں ملتی
گنجینۂ انوار فقط آپؐ کا در ہے

ہیں خیر کی قدروں کے یہاں عکس مسلسل
آئینۂ اقدار فقط آپؐ کا در ہے

ایسا کوئی دروازۂ رحمت نہ ملے گا
کونین میں شہکار فقط آپؐ کا در ہے

یاں ملتے ہیں اللہ کی یکتائی کے جلوے
توحید کا معیار فقط آپؐ کا در ہے

رحمت کے گلاب ایسے کہیں اور نہیں ہیں
صحرا میں یہ گل زار فقط آپ کا در ہے

وہ لوگ جو نادار ہیں مجبور ستم ہیں
اُن سب کا طرفدار فقط آپ کا در ہے

اے سیدِ مکّی مدنی سرورِ عالمؐ
مظلوموں کا دلدار فقط آپؐ کا در ہے

بھٹکے ہوئے افراد کو انسان بنایا
کردار کا معمار فقط آپؐ کا در ہے

میں جاؤں کہاں اور مدینے کے علاوہ
اک مونس و غمخوار فقط آپ کا در ہے

ہر فہم و فراست کا ہر اک علم کا مخزن
میرے لئے سرکارؐ فقط آپ کا در ہے

+++

نعت

جب میں نے حضورؐ کو پکارا
طوفان میں مل گیا سہارا

معراج کی رات تھم گیا تھا
بہتا ہوا وقت کا یہ دھارا

دنیا میں اگر نہ آپؐ آتے
انساں کا نصیب تھا خسارا

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآں
سرکارؐ کی مدح میں ہے سارا

پستی میں پڑی ہوئی ہے اُمت
غیروں کی مدد پہ ہے گزارا

جب اُسوۂ پاک سے ہو دوری
پھر کیسے عروج ہو ہمارا

سیرت پہ جو آپؐ کی چلا ہے
باطل سے کبھی نہیں وہ ہارا

ہم اہلِ زوال کا نہیں ہے
بجز آپؐ کے کوئی بھی سہارا

اُس گنبدِ سبز میں نہاں ہے
اک فصلِ بہار کا اشارا

دائم ہے بلند آپؐ کا ذکر
ڈوبے گا کبھی نہ یہ ستارا

+++

نعت

جاں میری بنامِ مصطفیؐ ہے
دل وقفِ سلامِ مصطفیؐ ہے

سورج کی طرح ازل سے روشن
آفاق میں نامِ مصطفیؐ ہے

جز ربِّ علا خبر ہے کس کو
کیا شانِ مقامِ مصطفیؐ ہے

وہ دل ہے عزیز تر خدا کو
جس دل میں قیامِ مصطفیؐ ہے

ہر گام چراغ جل رہے ہیں
کیا طرزِ خرامِ مصطفیٰؐ ہے

انسان کی رہ نُما ابد تک
قندیلِ کلامِ مصطفیٰؐ ہے

مخلوق کے کیوں نہ کام آؤں
یہ روحِ پیامِ مصطفیٰؐ ہے

اک میں ہی نہیں مطیع ان کا
کونین غلامِ مصطفیٰؐ ہے

صحرائے ستم میں امن کی جا
بس ایک خیامِ مصطفیٰؐ ہے

چارہ گر زخمِ نوعِ انساں
دنیا میں نظامِ مصطفیٰؐ ہے

+++

نعت

وہ حرم کی فضائے معطّر پھر مجھے یاد آنے لگی ہے
آرزوئے مدینہ کی شمع دل میں پھر جھلملانے لگی ہے

جب سے عصیاں پہ کی ہے ندامت، جب سے چھوڑی ہے دنیا کی الفت
مشعلِ سیرتِ شاہِ بطحاؐ، مجھ کو رستہ دِکھانے لگی ہے

نامِ سرکارؐ جب لب پہ آیا، دُور دل سے ہُوا غم کا سایہ
اُن کی رحمت کی کرنوں کے صدقے، زندگی جگمگانے لگی ہے

جب سلام اُن پہ بھیجا ہے میں نے، جب پڑھا ہے دُرود اُن پہ میں نے
رحمتوں کی گھٹا میرے سر پر چار جانب سے چھانے لگی ہے

جس نے چھوڑا محمدؐ کا رستہ، فکر اُس کی ہوئی جہل بستہ
جس نے لی روشنی اُن کے در سے اُس کو جنت بُلانے لگی ہے

آمدِ شاہِ کونینؐ سے ہے ہر طرف اک بہاروں کا عالم
جو تھی صدیوں سے دنیا پہ طاری وہ خزاں آج جانے لگی ہے

اِس سے کہہ دو درِ مصطفیٰ سے آ کے لے جائے تُخمِ محبت
کیوں خدا کی زمیں پر یہ دنیا، فصلِ دہشت اُگانے لگی ہے

چشمِ رحمت کہ ہم میں سوالی، رحم کیجیے شہِؐ پاک و عالی
یہ جو امّت کی پس ماندگی ہے اب بہت دل دُکھانے لگی ہے

آ گیا ہوں فراستؔ مدینے، ہر قدم پر ہیں جنت کے زینے
مجھ پہ اُن کا کرم ہو گیا ہے، مری وحشت ٹھکانے لگی ہے

+++

نعت

آپؐ سارے رسولوں میں سب سے جدا
آپ پر دل فدا، آپ پر جاں فدا
رحمت اللعالمینؐ ، خاتم الانبیاءؐ
اے رسولؐ خدا، اے رسولؐ خدا

آپ نے زندگی کا قرینہ دیا
موجِ طوفاں میں ہم کو سفینہ دیا
اپنی سیرت کا ہم کو نگینہ دیا
اے رسولؐ خدا، اے رسولؐ خدا

سبز گنبد کا جس کو نظارہ ملا
اُس کو سیلِ بلا میں کنارہ ملا
رحمتوں کا چمکتا ستارہ ملا
اے رسولِؐ خدا، اے رسولِؐ خدا

گمرہی کے مرض کی دوا آپؐ ہیں
دل شکستوں کے حامی سدا آپؐ ہیں
وجہِ تخلیق و ارض وسما آپؐ ہیں
اے رسولِؐ خدا، اے رسولِؐ خدا

عشقِ توحید ہے آپؐ کا راستا
خوف ہم کو بھٹکنے کا کیوں ہو بھلا
آپؐ کا اُسوۂ پاک ہے رہ نما
اے رسولِؐ خدا، اے رسولِؐ خدا

آپ کی یاد ہے دل میں شام و سحر
آپ محبوبِ ربؐ، آپ خیر البشرؐ
آپؐ معراج کی شب گئے عرش پر
اے رسولِؐ خدا، اے رسولِؐ خدا

زندگی کا نیا ایک عنواں ملا
حشر میں اپنی بخشش کا ساماں ملا
آپؐ ہی کے ذریعے سے قرآں ملا
اے رسولؐ خدا، اے رسولؐ خدا

منحصر ہے جہاں کا نظام آپؐ پر
اپنا تکیہ ہے خیر الانام آپؐ پر
ہر نفس ہو درود و سلام آپؐ پر
اے رسولؐ خدا، اے رسولؐ خدا

مہر انور کہاں اور ستارے کہاں
اک سمندر کہاں اور کنارے کہاں
آپؐ کی مدح بس میں ہمارے کہاں
اے رسولؐ خدا، اے رسولؐ خدا

+++

منقبتیں

منقبت

یوں محمدؐ سے کیا پیار ابو طالبؑ نے
دے دیا عشق کو معیار ابو طالبؑ نے

کبھی لفظوں سے کیا اور کبھی سیرت سے کیا
اپنے ایمان کا اظہار ابو طالبؑ نے

راہِ اسلام میں ملتی ہی نہیں جس کی مثال
کر دیا پیش وہ کردار ابو طالبؑ نے

جان سے بڑھ کے رسالتؐ کی حفاظت کی ہے
شاہِ بطحاؑ کے طرفدار ابو طالبؑ نے

تیغِ توحید اُٹھائی تو زمانہ ہے گواہ
کردیا کفر کو مسمار ابو طالبؑ نے

کیسی مضبوط رکھی دینِ مُبیں کی بنیاد
قصرِ اسلام کے معمار ابو طالبؑ نے

ان میں قرآں کے مفاہیم نظر آتے ہیں
جو دیے ہیں ہمیں افکار ابو طالبؑ نے

دین کی روح ہے سرکار دو عالمؐ سے وفا
کی ہے تلقین یہ ہر بار ابو طالبؑ نے

دینِ اسلام تجھے اس کی خبر ہے کہ نہیں
تیری کشتی کو کیا پار ابو طالبؑ نے

ظلمتِ جبر کی بستی میں نمودار کیے
اک نئی صبح کے آثار ابو طالبؑ نے

اپنے بچّوں سے بھی بڑھ کر شہِ دیںؐ کو چاہا
شہرِ مکّہ ترے سردار ابو طالبؑ نے

یہ بھی اعزاز ہے تاریخِ ادب میں لکھئے
نعت کے اوّلیں اشعار ابو طالبؑ نے

عمر بھر عشقِ محمدؐ کے کھلائے ہیں گلاب
باغِ فردوس کے حقدار ابو طالبؑ نے

+++

منقبت

کٹے گی کب یہ شب تار یا علیؑ مددے
نہیں ہیں صبح کے آثار یا علیؑ مددے

وہی ہے خیمۂ ختم الرسلؐ وہی مرحب
وہی ہے لحظۂ پیکار یا علیؑ مددے

وہی ہے قلعۂ خیبر میں دشمنوں کا ہجوم
وہی ہے در وہی دیوار یا علیؑ مددے

وہی ہے معرکۂ خندق و حُنین و اُحد
وہی ہے کفر کی یلغار یا علیؑ مددے

وہی ہے شمر وہی ہے گلوئے تشنہ دہن
وہی ہے ساعتِ خوں بار یا علیؑ مددے

وہی فُرات وہی مشک ہے سکینہؑ کی
وہی اکیلا علمدارؑ یا علیؑ مددے

وہی جلے ہوئے خیمے وہی ہے شامِ ستم
وہی ہے نرغۂ کفّار یا علیؑ مددے

وہی ہے خاک بسر قافلہ اسیروں کا
وہی ہے شام کا بازار یا علیؑ مددے

وہی ہے طشت میں رکھا ہوا سرِ اقدس
وہی یزید کا دربار یا علیؑ مددے

ہوس نے زر کی ہمیں جاں کنی میں ڈال دیا
بنامِ عابدِ بیمارؑ یا علیؑ مددے

ہم اپنے پیرہنِ جاں کا رنگ کیا بتلائیں
ہے اک سیاہی کردار یا علیؑ مددے

وہ جن کو نہج بلاغہ ملی تھی ورثے میں
ہوئے ہیں علم سے بیزار یا علیؑ مددے

متاعِ زر کے لئے ذاکروں نے بیچ دیے
عبا و منبر و دستار یا علیؑ مددے

ہوئے غلامِ شکم ورثہ دارِ نانِ جویں
گئے وہ فقر کے اطوار یا علیؑ مددے

ملے ہوئے ہیں غنیموں سے عالمانِ کرام
بکے ہوئے ہیں قلمکار یا علیؑ مددے

یہ کیسی نیند مسلط ہوئی ہے اُمت پر
نہیں ہے کوئی بھی بیدار یا علیؑ مددے

نہیں ہے نقدِ صداقت کا مشتری کوئی
کُھلا ہے جھوٹ کا بازار یا علیؑ مددے

یہ شہر ہے کہ درندوں کا کوئی جنگل ہے
کھڑے ہیں بھیڑیے خوں خوار یا علیؑ مددے

ہمارے خون کے رشتے ہیں خون کے پیاسے
سب اپنے بن گئے اغیار یا علیؑ مددے

رفاقتیں بھی ہیں جھوٹی، محبتیں بھی دروغ
ہر آدمی ہے اداکار یا علیؑ مددے

شکستہ ناؤ ہے اور صد نہنگ و صد گرداب
کوئی نہیں ہے مددگار یا علیؑ مددے

ہمارے سامنے اِستادہ ہے غموں کا پہاڑ
کٹے گا کیسے یہ کُہسار یا علیؑ مددے

پھر آج نشۂ طاقت میں سر اٹھائے ہے کفر
خدا کے ہاتھ کا اک وار یا علیؑ مدد ے

تمہارے دم سے ہے یہ دائرہ زمانے میں
تمہیں ہو نقطۂ پرکار یا علیؑ مدد ے

انہیں شعورِ شہادت کی روشنی ہو عطا
پکارتے ہیں عزادار یا علیؑ مدد ے

+++

منقبت

اے بنائے حرفِ قرآں، اے ہدایت کے چراغ
اے رسالت کے محافظ، اے ولایت کے چراغ
ہیں ترے ہی نور سے روشن صداقت کے چراغ
معتبر تجھ سے ہوئی یہ آب وگل کی انجمن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

اے شجاعت کے سمندر، اے صداقت کے امام
اے ولایت کے فلک پر صورتِ ماہِ تمام
صاحبِ نہج البلاغہ روشنی تیرا کلام
ہیں تری گفتار میں حکمت کے دریا موجزن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

اے امیرِ لشکرِ اسلام، بازوئے رسولؐ
تو سراپا جلوۂ حق، تو صداقت کا اصول
سطوتِ شاہانِ دنیا ہے ترے قدموں کی دھول
توڑ دی ہیں ظلم کی تو نے روایات کہن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

تیرے لفظوں میں ہے قرآں کے معنی کی چمک
چہرۂ معبود کی ہے تیرے چہرے میں جھلک
صاحبِ علمِ الٰہی تو ہے اس میں کیا ہے شک
ذات تیری نازشِ کونین، اے شاہِ زمنؑ
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

جب چمک جاتی تھی کافر کے سروں پر ذوالفقار
موت کا کوندا لپک جاتا تھا اڑتے تھے شرار
پھیل جاتا تھا سپاہِ دشمناں میں انتشار
شورِ ضربت سے دہل جاتے تھے سب کوہ و دمن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

آدمیت کو شعورِ بندگی تو نے دیا
طاقِ دنیا کو چراغِ آگہی تو نے دیا
تیرہ بختوں کو پیامِ روشنی تو نے دیا
دل شکستوں کو سکھایا تو نے جینے کا چلن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

تو شبِ ہجرت ہے بستر پر نبیؐ کے محوِ خواب
چشمِ حیرت سے تجھے تکتی ہے روحِ انقلاب
کون لاسکتا ہے اس طرزِ شجاعت کا جواب
نیند میں بھی ہے تری بیداریوں کا بانکپن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

کون ہے تجھ سا سخی، تجھ سا دلاور کون ہے
روحِ قرآں کا محافظ تجھ سے بڑھ کر کون ہے
بابِ شہرِ علم ہے تو تیرا ہمسر کون ہے
دانشِ حق کا کرشمہ ہے ترا حرفِ سخن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

اولیا سب معتبر ہیں تیری نسبت کے سبب
مرکزِ اسلام ہے تیری امامت کے سبب
بچ گیا ناموسِ حق تیری شجاعت کے سبب
چشمِ دنیا نے نہ دیکھا کوئی تجھ سا تیغ زن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

تیرا تقویٰ، تیری سیرت ظلمتوں میں آفتاب
تو خدا کا معجزہ ہے اِس زمیں پر، بوترابؑ
تیرا کردار و عمل ہے شارحِ امّ الکتاب
تیری روشن فکر سے لرزاں غرورِ اہرمن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

تو ہے ہم نامِ خدا رتبہ ترا مہرِ جلی
لب پہ تیرا نام جب آیا تو ہر آفت ٹلی
تیرے دستر خوان کے ریزہ رُبا قطب و ولی
آج بھی تیری ولایت ہم پہ ہے سایہ فگن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

بُت شکن کعبے میں تو دوشِ رسول اللہ پر
کامراں ہوگا چلے گا جو بھی تیری راہ پر
رشک کرتا ہے زمانہ تیرے عز و جاہ پر
ذہنِ عالی ہے ترا حکمت کے پھولوں کا چمن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

پھر منظم ہو رہے ہیں اہلِ باطل صف بہ صف
بڑھ رہے ہیں مرحب و انتر مسلماں کی طرف
المدد اے شیرِ یزداںؑ، المدد شاہِ نجفؑ
دشتِ نومیدی میں تو، اُمید کی واحد کرن
یا علیؑ مشکل کشا، مولا علیؑ خیبر شکن

+++

منقبت

اے دعوئی دارِ دین حق، باطل کے رستے پر نہ چل
حبِ علیؑ دل میں نہ ہو تو خاک ہے تیرا عمل
وہ جاں نشینِ مصطفےٰؐ ، شیرِ خدا ، سروِ ازل
اُسکی محبت ہی تو ہے ہر عقدہ مُشکل کا حل
حَیَّ علیٰ خیرالعمل ، حَیَّ علیٰ خیرالعمل

اے دشمنِ آلِ عبا ، جالے تعصب کے نہ بُن
ہر لمحۂ وقتِ رواں مدحِ علیؑ کرتا ہے سُن
وہ بادشاہِ آگہی ، وہ کاشفِ اسرارِ کُن
کعبے میں وہ پیدا ہوا اُسکی ولایت ہے اٹل
حَیَّ علیٰ خیرالعمل ، حَیَّ علیٰ خیرالعمل

دانش کے بحرِ بیکراں، نہج البلاغہ کے ورق
طرزِ بیاں سے کر دیے آساں جو تھے نکتے ادق
ہر لفظ میں پیغامِ نو، ہر بات میں پنہاں سبق
وہ بابِ شہرِ علم ہے، اُس کا نہیں کوئی بدل
حَیَّ علیٰ خیر العمل ، حَیَّ علیٰ خیر العمل

مسلم وہ سب سے اوّلیں، رازِ مشیّت کا امیں
وہ ساکنِ شہرِ نجف، لیکن ہر اک دل میں مکیں
وہ جس کے تقوے پہ کہے اللہ بھی خود آفریں
وہ جس کی اُلفت کے بِنا بیکار ہر فردِ عمل
حَیَّ علیٰ خیر العمل ، حَیَّ علیٰ خیر العمل

وہ نائبِ ختم الرسلؐ ، عشقِ الٰہی میں مگن
وہ صاحبِ تیغِ خدا، مردِ جری، خیبر شکن
ضربت سے اُسکی آج بھی دہشت زدہ کوہ و دمن
تھی ذوالفقارِ حیدریؑ کفار پہ برقِ اجل
حَیَّ علیٰ خیر العمل ، حَیَّ علیٰ خیر العمل

چشمِ زمانہ نے کوئی ایسا بشر دیکھا نہیں
اسرار اُس کی ذات کے کامل کوئی سمجھا نہیں
بندہ ہے یا معبود ہے، کیا راز ہے کھلتا نہیں
قرآن ہے اُس کا سخن۔ قرآن ہے اُسکا عمل
حیَّ علیٰ خیرالعمل ، حیَّ علیٰ خیرالعمل

ہجرت کی شب اُس کو نہ تھا کوئی بھی ڈر انجام سے
کیسی مقدس نیند تھی کیا عشق تھا اسلام سے
تیغوں کے وحشی سائے میں سوتا رہا آرام سے
وہ اک شجاع بے بدل، اس کے لئے کیا ہے اجل
حیَّ علیٰ خیرالعمل ، حیَّ علیٰ خیرالعمل

اس کو دیا اللہ نے تاجِ ولایت کا شرف
اس کے لئے توحید کی ترویج تھی پہلا ہدف
وہ خسروِ خلقِ خدا، مولائے کل ، شاہِ نجف
اس نے گرائے خاک پر اک آن میں لات و ہبل
حیَّ علیٰ خیرالعمل ، حیَّ علیٰ خیرالعمل

انسان کی عظمت کا ہر پہلو ہے اُس کی ذات میں
سائل کو اس نے کی عطا انگشتری خیرات میں
اُسکی سخاوت کا بیاں قرآن کی آیات میں
یادِ الٰہی کے سوا گزرا نہ اُس کا کوئی پل
حیَ علیٰ خیرالعمل ، حیَ علیٰ خیرالعمل

زیرِ نگیں جھکے ہیں یہ سارے زمانے وہ علیؑ
ہیں قدسیوں میں عرش پر جس کے فسانے وہ علیؑ
منبر سلونی کا جسے بخشا خدا نے وہ علیؑ
عشقِ علیؑ کے نور سے روشن رکھو دل کا کنول
حیَ علیٰ خیرالعمل ، حیَ علیٰ خیرالعمل

+++

منقبت

زمانہ جب بھی شجاعت کا باب لکھے گا
تو خاص مرتبہؑ بوترابؑ لکھے گا

نبیؐ کے جتنے صحابی ہیں سب ستارے ہیں
مگر علیؑ کو یہ دل ماہ تاب لکھے گا

زمانہ بسترِ سرکارؐ پہ شب ہجرت
سوا علیؑ کے کسے محوِ خواب لکھے گا

کتاب نہجِ بلاغہ ہے علم کا دریا
ہر ایک عہد اِسے لا جواب لکھے گا

جو دل میں آلِ محمدؐ سے بغض رکھیں گے
خدا انہی کے لئے تو عذاب رکھے گا

نہ ہوگا اُس سے قیامت کے دن حساب کوئی
جو مدحِ مُرتضویؑ بے حساب لکھے گا

درِ علیؑ کا گدا ہوں تو کاتبِ تقدیر
مرے نصیب میں جنّت کا باب لکھے گا

علیؑ کو جو کوئی مولاؑ لکھے گا اُمت کا
وہ روحِ فکرِ رسالت مآب لکھے گا

میں عشقِ حیدرِ صفدرؑ کو عام کرتا ہوں
خدا مرے لئے اجرو ثواب لکھے گا

جو غم رسیدہ پکارے گا یا علیؑ مدد ے
خزاں کی خاک پہ تازہ گلاب لکھے گا

+++

منقبت

بازوئے محمدؐ ہے بجز شیرِ خدا کون
اللہ کے محبوب کا محبوب ہوا کون

توحید کو جب اہلِ جہاں بھول چکے تھے
اُس وقت علیؓ نے یہ بتایا ہے خدا کون

اسلام پہ احساں ہے ترا فاتحِ خیبرؓ
کرسکتا تھا کفار کی طاقت کو فنا کون

اللہ کی نصرت ہیں علیؓ ، اُن کو پکارو
کام آئے گا مشکل میں بھلا اُن کے سوا کون

اسلام کی عظمت کا چراغ اُن سے ہے روشن
ہوتے نہ اگر وہ تو جلاتا یہ دیا کون

دروازہ ہیں وہ شہرِ علومِ نبویؐ کا
حیدرؑ کی طرح محرمِ اسرار ہوا کون

بستر پہ محمدؐ کے علیؑ تھے شبِ ہجرت
کرتا شہِ کونین سے اس درجہ وفا کون

کب ان کی حقیقت کو سمجھ سکتی ہے دنیا
اللہ ہی واقف ہے کہ ہیں آلِ عباؑ کون

اے اہلِ نظر آلِ محمدؐ کے علاوہ
قرآں کا محافظ تھا سرِ کرب و بلا کون

+++

منقبت

غیر سے دانائی مانگوں، علمِ حیدرؑ چھوڑ کر
جاؤں کیوں قطرے کے پیچھے میں سمندر چھوڑ کر

خاندان ایسا کوئی کردار و سیرت میں کہاں
سارے عالم میں رسولِ پاکؐ کا گھر چھوڑ کر

لا نہیں سکتا کوئی نہج البلاغہ کا جواب
صرف اک قرآن کے لہجے کا جوہر چھوڑ کر

کوئی اُن جیسا نہیں مشکل کشا آفاق میں
دیکھ تو اپنے مصائب کو علیؑ پر چھوڑ کر

جس مفسّر نے نظر انداز کی مدحِ علیؑ
وہ صدف خالی اُٹھا لایا ہے گوہر چھوڑ کر

اے زمانے، باز کب سے ہے دبستانِ نجف
تُو کدھر جاتا ہے جنّت کا کُھلا در چھوڑ کر

کیا ملا اُمّت کو بجز بدنامی و وحشت گری
رہ گزارِ سیرتِ آلِ پیمبرؐ چھوڑ کر

کیوں علیؑ کے ماسوا دیکھوں کسی کی سمت میں
ذرّوں سے نسبت رکھوں مہرِ منوّر چھوڑ کر

ایک دن سارا زمانہ آئے گا سوئے حسینؑ
جس طرح آیا تھا حُر باطل کا لشکر چھوڑ کر

باغِ رحمت ہے نجف، شہرِ کراچی دشتِ غم
میں چلا آیا کہاں جنّت کے منظر چھوڑ کر

ساغرِ بخشش فراستؔ ہوں گے محشر میں عطا
ہم کو جائیں گے نہیں ساقیٔ کوثر چھوڑ کر

+++

منقبت

وہ ذات جو قرآن سے جدا ہو نہیں سکتی
وہ فاتحِ خیبرؑ کے سوا ہو نہیں سکتی

آباد رکھو دل کو سدا حبِّ علیؑ سے
بُجز اس کے محمدؐ سے وفا ہو نہیں سکتی

اے شہرِ نجف تیری فضاؤں کے میں قرباں
جنّت میں بھی یہ آب و ہوا ہو نہیں سکتی

کعبے میں علیؑ کے ہیں قدم دوشِ نبیؐ پر
رفعت یہ کسی کو بھی عطا ہو نہیں سکتی

ہیں دین کے رستے میں علیؑ میرے مددگار
لغزش مرے قدموں میں ذرا ہو نہیں سکتی

جو روشنیٔ نہجِ بلاغہ سے ہوں محروم
اُن علم کی شمعوں میں ضیا ہو نہیں سکتی

حیدرؑ کے توسط سے دعا مانگ رہا ہوں
رد پیشِ خدا میری دعا ہو نہیں سکتی

خیبر میں محمدؐ سے کہلوایا خدا نے
اب فتح ، علیؑ تیرے سوا ہو نہیں سکتی

اے دستِ خدا، روئے خدا، ساقیٔ کوثر
خالق سے الگ تیری رضا ہو نہیں سکتی

ایمان کی تشکیل تو ہوسکتی ہے مولاؑ
تکمیل مگر تیرے بنا ہو نہیں سکتی

ہو نادِ علیؑ لب پہ تو کیا خوفِ مصائب
اِس جیسی کوئی ردِّ بلا ہو نہیں سکتی

بستر پہ محمدؐ کے علیؑ ہیں شبِ ہجرت
ایسی کوئی تمثیلِ وفا ہو نہیں سکتی

جس دل میں نہ ہو آلِ محمدؐ کی محبت
سچائی وہاں جلوہ نما ہو نہیں سکتی

کیا تیری نماز اے شہِ کونینؐ کے منکر
سو بار بھی پڑھ لے تو ادا ہو نہیں سکتی

خالی ہے ترا دل جو محبت سے علیؑ کی
جا اِس سے بڑی کوئی سزا ہو نہیں سکتی

کچھ دیکھ کے حیدرؑ کو خدا مان رہا ہے
اتنی بھی نصیری سے خطا ہو نہیں سکتی

"من کنت" میں لازم ہے خداوند کی آواز
یہ صرف محمدؐ کی صدا ہو نہیں سکتی

محدود ہے ہر فکر، قلم سارے تہی لفظ
اے شاہِ نجفؑ تیری ثنا ہو نہیں سکتی

گونجے گا یونہی نامِ علیؑ دہر میں تاحشر
یہ عشق کی دولت ہے فنا ہو نہیں سکتی

جو علم کی تقدیس سے عاری ہو فراستؔ
وہ رہ گزرِ آلِ عبّاؑ ہو نہیں سکتی

+++

منقبت

دل میں ہمارے عشق جو آلِ عباؑ کا ہے
احسان اک عظیم یہ ہم پر خدا کا ہے

پھولے پھلے گا اب نہ کبھی ظلم کا چمن
دنیا میں یہ ثمر شجرِ کربلا کا ہے

جاتا ہے جو حقیقتِ اسلام کی طرف
لوگو وہ راستہ علیؑ مرتضیٰ کا ہے

آتا نہیں زوال جو اسلام کے قریب
یہ بھی تو معجزہ مرے مشکل کشا کا ہے

اے بابِ علم تو ہے زمانوں کا رہنما
رستوں میں نور اب بھی ترے نقشِ پا کا ہے

آواز میں ہے میری جو اک جوش اک اثر
یہ فیض یا علیؑ کی مسلسل صدا کا ہے

آتی نہیں ہوائیں اجازت لیے بغیر
روشن جہاں چراغ علیؑ کی وِلا کا ہے

خوش ہیں کہ ہم ہیں پنجتنِ پاکؑ کے غُلام
سایہ ہمارے سر پہ حدیثِ کِسا کا ہے

جو بھی درِ بتولؑ سے وابستہ ہوگیا
جنّت اُسے ملے گی یہ وعدہ خدا کا ہے

سُنتا ہوں مشکلوں میں کہانی بتولؑ کی
اقدام سب سے بڑھ کے یہ ردِّ بلا کا ہے

اے فاطمہؑ غلافِ حرم کو بھی کب مِلا
تقدیس میں مقام جو تیری ردا کا ہے

مرضیٔ حق جُدا نہیں بنتِ رسولؐ سے
جو فیصلہ بتولؑ کا ہے وہ خدا کا ہے

صدّیقہؑ جہاں کو فراستؔ مرا سلام
چہرے پہ جن کے نور جمالِ خدا کا ہے

+++

منقبت

ہر شے کو کائنات کی ہے انتظار کیا
آنے کو وقت کا ہے کوئی تاجدار کیا

ہوتے نہ بوترابؑ اگر اِس کے نا خدا
لگتا بھلا سفینۂ اسلام پار کیا

حُبِّ علیؑ ہے لعل و جواہر سے قیمتی
اس کو سمجھ سکے گا کوئی کم عیار کیا

گر سیرتِ علیؑ کا اُجالا نہ ہو شریک
اسلام کے چراغ کا ہے اعتبار کیا

مشعل ہے میرے ہاتھوں میں حیدرؑ کے عشق کی
میرے لئے ہے بو لہبی کا شرار کیا

سبطِ نبیؐ نے اپنے لہو سے کھلائے پھول
ورنہ چمن میں دین کے آتی بہار کیا

اے دوست دشمنانِ علیؑ کی نہ فکر کر
پہنچے گا آسمان تلک یہ غبار کیا

مرضی کردگار ہے آہن میں منجمد
آ میں تجھے بتاؤں کہ ہے ذوالفقار کیا

کر لے یقیں علیؑ کی ولایت پہ کم نظر
اک بات سچ ہے اُس کو کہوں بار بار کیا

لے غم کی تیز دھوپ میں مشکل کشاؑ کا نام
ایسا شجر ملے گا کوئی سایہ دار کیا

ہے بے کنار بحرِ صفاتِ ابوترابؑ
میں اُن کی خوبیوں کو کروں گا شمار کیا

تاریخ پڑھ رہا تھا تو آیا یونہی خیال
رہتے ہیں ہر گلاب کے ہمراہ خار کیا

ہم تو شہیدِ عشق ہیں مرتے نہیں کبھی
کہہ دو اجل سے ہم کو کرے گی شکار کیا

ہر مجلسِ عزاء کی ہے قیمت لگی ہوئی
ذاکر بھی کر رہے ہیں کوئی کاروبار کیا

مدحِ رسولؐ و تذکرۂ عظمتِ علیؑ
ہے اور مشغلہ مرا لیل و نہار کیا

جو ہے درِ رسولؐ سے نسبت کا فیض ہے
میں کیا مری بساط مرا اقتدار کیا

الفاظ ہیں شکستہ مری فکر نا رسا
میں منقبت لکھوں گا کوئی شاہکار کیا

مانگی نجف سے ہم نے جو نعمت وہ مل گئی
کرتے زمانہ سازوں پہ دار و مدار کیا

آنے لگیں بلائیں فراتؔ ترے قریب
کھینچا نہیں تھا نادِ علی کا حصار کیا

+++

منقبت

صحنِ حرم کی آج ہے آب و ہوا الگ
پیدا ہوا ہے کعبے میں حق آشنا الگ

قربانیوں کا سب میں ہے اک سلسلہ الگ
یثرب الگ، نجف ہے الگ، کربلا الگ

مانگی ہے میں نے اپنے خدا سے دعا الگ
رکھنا مجھے عدوئے علیؑ سے سدا الگ

بزمِ محمدیؐ میں صحابی بہت سے تھے
آئے نظر مجھے علی المرتضیٰؑ الگ

نبیوں میں جیسے میرا نبیؐ سب سے ہے جدا
یوں سب بہادروں میں ہے شیرِ خدا الگ

کافر بھی چیخ اُٹھے کہ یہ ضیغم خدا کا ہے
دستِ علیؑ سے جب درِ خیبر ہوا الگ

"من کنت مولا" کی ہے ابھی تک فضا میں گونج
کیسی غدیرِ خُم سے اُٹھی اک صدا الگ

اِن جیسا کائنات میں کوئی بشر نہیں
دنیا کی ہستیوں میں ہیں آلِ عباؑ الگ

قرآں تو پنجتنؑ کا ثناخواں ازل سے ہے
کرتی ہے اِن کی مدح حدیثِ کِسا الگ

گو بزمِ انبیاء میں سبھی آفتاب ہیں
لیکن چمک رہا ہے رُخِ مصطفےٰؐ الگ

کوئی بھی فلسفی نہ یہ اُسلوب پاسکا
فکرِ علیؑ کا آج بھی ہے زاویہ الگ

قاتل بھی آئے راہ میں فتوئی فروش بھی
عشقِ علیؑ سے کون ہمیں کرسکا الگ

تا حشر اک چراغ کی صورت ہے ضوفشاں
اے بابِ علم سب سے ترا نقشِ پا الگ

دینِ محمدیؐ کا مقدر جگا دیا
ہجرت کی شب تھی نیند میں تیری ادا الگ

برحق مدد خدا کی مگر رنج و یاس میں
جب یا علیؑ کہا تو ملا حوصلہ الگ

جن کو فراستِ آلِ نبیؐ سے ہو دشمنی
ایسے منافقوں سے رکھو راستہ الگ

+++

منقبت

ذات معبود صفت حیدرِ کرّارؑ کی ہے
شرط اے ہم نفسو، دیدہ بیدار کی ہے

فکر کو نہجِ بلاغہ سے رکھو وابستہ
ایک کنجی یہی دروازۂ اسرار کی ہے

دل میں ہم روشنی عشقِ علیؑ رکھتے ہیں
کوئی تشویش کہاں ہم کو شبِ تار کی ہے

آ گیا طیش تو پھر قتل نہ دشمن کو کیا
کیا مثال ایسی کوئی عظمتِ کردار کی ہے

دینِ اسلام پہ تھا نزع کا عالم طاری
یہ مسیحائی تو سب عابدِ بیمارؑ کی ہے

کربلا ختم ہوئی پھر بھی کہاں ختم ہوئی
جنگ جاری ہے کہ یہ جنگ تو انکار کی ہے

سو رہے ہیں شبِ ہجرت میں علیؑ گہری نیند
کیا عجب شان محمدؐ کے وفادار کی ہے

کون ہے جس نے اُکھاڑا ہے درِ خیبر کو
یہ فضیلت تو فقط حیدرِ کرارؑ کی ہے

جُز علیؑ کس کی ولادت ہوئی کعبے میں بتاؤ
ایسی سچائی سے جرأت کسے انکار کی ہے

جا کے اُس شہر میں محسوس کروں حق کا جمال
آرزو دل میں نجف کے در و دیوار کی ہے

جو چمک فتح کی ہے چہرۂ اسلام پہ آج
یا علیؑ یہ تو چمک آپؑ کی تلوار کی ہے

سیرتِ مرتضویؑ سے یہ کھلا ہے ہم پر
زندگی وہ ہے جو قرآن کے معیار کی ہے

جس کا میں مولا ہوں، اُس کے ہیں علیؑ بھی مولا
حشر تک کے لئے تلقین یہ سرکارؐ کی ہے

میں درِ علم سے رکھتا ہوں فراستؔ نسبت
یہ عقیدت ہی تو قوت مرے اشعار کی ہے

+++

منقبت

عشقِ علیؑ اساس ہے ایمان کے لئے
قولِ رسول پاکؐ ہے بُرہان کے لئے

اللہ کا ولی ہو، وصی ہو رسولؐ کا
اِس سے بڑا شرف نہیں انسان کے لئے

نائب چُنا علیؑ کو خدائے کریم نے
ارض و سما کے آخری سُلطان کے لئے

اللہ اپنے دوستوں کو بھولتا نہیں
مدحِ علیؑ تو فرض ہے قرآن کے لئے

میں نے چراغِ ذکرِ علی ضو فشاں رکھا
ظلمت میں صبحِ تازہ کے امکان کے لئے

ماتم کے داغ سینے پہ محفوظ رکھے ہیں
روزِ جزا نجات کے سامان کے لئے

یہ پنجتن یہ خیر و صداقت کے پانچ پھول
زینت ہیں کائنات کے گلدان کے لئے

نہج البلاغہ روشنیوں کا پیام ہے
ظلمت زدہ، بجھے ہوئے اذہان کے لئے

اُن سے کہو یقین کا مرکز نجف میں ہے
دردر بھٹک رہے ہیں جو ایقان کے لئے

تب ہی علی کو پیدا خدا نے وہاں کیا
کعبہ ترس رہا تھا نگہبان کے لئے

صدیوں کا غور و فکر بھی شاید بہت ہے کم
دنیا کو بوترابؑ کے عرفان کے لئے

میں عشقِ اہلِ بیتؑ کی کشتی میں آ گیا
اب دل میں کوئی ڈر نہیں طوفان کے لئے

ہر غم کا ہے علاج کہو یا علیؑ مدد
یہ ہے پناہ گاہ ہر انسان کے لئے

فرقِ علیؑ پہ تاجِ ولایت چمک اٹھا
مولائے کائناتؑ کی پہچان کے لئے

شیرِ خداؑ مدد کے لئے آیئے کہ پھر
اسلام یرغمال ہے تاوان کے لئے

کیسے کرے فراستؔ رضوی تری ثنا
ملتے نہیں ہیں لفظ تری شان کے لئے

+++

منقبت

وہ دل ہی کیا جو حقیقت سے آشنا ہی نہیں
وہ گھر ہی کیا کہ جہاں ذکرِ مرتضیٰؑ ہی نہیں

بشر کو معرفتِ حق سے رُوشناس کیا
جہاں میں مثلِ علیؑ کوئی رہنما ہی نہیں

رسولِ پاکؐ کو تنہا کبھی نہیں چھوڑا
نبیؐ کا دوست علیؑ سا کوئی ہُوا ہی نہیں

جو دستِ ربِّ عُلا ہو، رُخِ الٰہی ہو
سوائے حیدرِ صفدرؑ کوئی ملا ہی نہیں

رسولِ حقؐ نے، وہ ہجرت کی شب کہ خیبر ہو
سوا علیؑ کے کسی اور کو چنا ہی نہیں

نبیؐ نے تاجِ ولایت علیؑ کے سر پہ رکھا
غدیر جیسا زمانے میں واقعہ ہی نہیں

ازل سے تذکرۂ بو تُرابؑ زندہ ہے
یہ ذکر وہ ہے کہ جس کو کبھی فنا ہی نہیں

اُنہیں کے دم سے ہے دینِ محمدیؐ قائم
بغیر اُن کے تو اسلام کی بقا ہی نہیں

فلک سے اُنؑ کے لئے ذوالفقار اُتری تھی
کسی شجاع کو حاصل یہ مرتبہ ہی نہیں

وہ جس نے دل میں رکھا شاہِ لافتیٰ سے عناد
اُسے بہشت کا رستہ کبھی ملا ہی نہیں

کتاب نہجِ بلاغہ ہے علم کا دریا
کہاں ہے اِس کا کنارہ مجھے پتا ہی نہیں

بہت تھی شورشِ طوفاں ، مگر مرے دل میں
چراغِ عشقِ علیؑ تھا سو وہ بجھا ہی نہیں

مرے رفیق و مددگار ہیں علی مولاؑ
میں رنج و درد کے بارے میں سوچتا ہی نہیں

نظر میں ہے وہی روضہ ، وہی درِ رحمت
یہ دل نجف کی فضاؤں کو بھولتا ہی نہیں

پہنچ گیا میں وہاں عالمِ تصوّر میں
نجف کا کوئی کراچی سے فاصلہ ہی نہیں

فراستؔ اُس کو خبر کیا عروجِ انساں کی
علیؑ کے جادۂ سیرت پہ جو چلا ہی نہیں

+++

منقبت

سیرت سے مرتضیٰؑ کی انجان ہو رہا ہے
ناکام اس لئے تو انسان ہو رہا ہے

دنیا کے راز بھی ہیں عشقِ علیؑ سے روشن
جنت کا راستہ بھی آسان ہو رہا ہے

خیبر میں شیرِ یزداںؑ کی دیکھ کر شجاعت
اسلام کا مورخ حیران ہو رہا ہے

نادِ علیؑ پڑھی ہے میں نے شبِ الم میں
روشن نئی سحر کا امکان ہو رہا ہے

جتنا بھی بڑھ رہا ہے شاہِ نجفؑ کا چرچا
اللہ کا بشر پر احسان ہو رہا ہے

شبیرؑ دے رہے ہیں سر اپنا کربلا میں
اسلام کی بقا کا سامان ہو رہا ہے

سوچو خدا نے اُن کو کیسا دیا ہے رتبہ
جبریلؑ جن کے گھر کا دربان ہو رہا ہے

وابستہ ہوگیا ہے جو دانشِ علیؑ سے
کون و مکاں کا اس کو عرفان ہو رہا ہے

یہ علم یہ شجاعت یہ لازوال تقویٰ
دل شاہِ لافتیؑ پر قربان ہو رہا ہے

کشتی نجات کی ہے آلِ عباؑ کی اُلفت
مت ڈر جو تیز شورِ طوفان ہو رہا ہے

آ کر شعورِ نو کے موتی نجف سے لے جا
اے فلسفی کہاں تُو ہلکان ہو رہا ہے

جس کی پناہ میں تھی سرکارؐ کی نبوّت
اُس پر بھی اعتراضِ ایمان ہو رہا ہے

ایسے میں صرف دینِ آلِ نبیؐ ہے محکم
دنیا میں جب زوالِ ادیان ہو رہا ہے

اے مہدیؑ زمانہؑ رُخ سے نقاب اُلٹ دے
یاں انتظار تیرا ہر آن ہو رہا ہے

سر پر ہے مرتضیٰؑ کے تاجِ ولایتِ حق
کامل غدیرِ خُم میں قرآن ہو رہا ہے

قرآن میں فراستؔ پڑھ کر علیؑ کی مدحت
تازہ کچھ اور اپنا ایمان ہو رہا ہے

+++

منقبت

علیؑ نے کردیا روئے حقیقت بے نقاب ایسا
نہ دیکھا پھر کسی نے شارحِ اُم الکتاب ایسا

وہ نورِ مرتضیٰؑ یکتا ہے اپنی ضوفشانی میں
امامت کے فلک پر پھر نہ آیا آفتاب ایسا

ازل سے تا ابد ایسا ولی ممکن نہیں کوئی
کیا چشمِ الٰہی نے علیؑ کا انتخاب ایسا

چراغِ جادۂ توحید کب کا بجھ گیا ہوتا
ضیائے حیدریؑ سے ہے جمالِ آب و تاب ایسا

میسّر جس طرح موسیٰؑ کو تھی ہارونؑ کی قربت
نبوّت کے سفر میں ہر قدم وہ ہم رکاب ایسا

وہ ذوالفقار تھی یا موت کا کوندا سروں پر تھا
نہ دیکھا تھا کبھی کُفّار نے پہلے عذاب ایسا

علیؑ کی طاقت و حکمت نہ ہوتی اِس میں گر شامل
کبھی اسلام لا سکتا نہیں تھا انقلاب ایسا

بجز شیرِ خدؑا خیبر شکن ہے کون دنیا میں
خدا کو ناز ہے جس پر وہی ہے فتح یاب ایسا

دریچے آگہی کے چشم و دل پر کُھلتے جاتے ہیں
ملا ''نہج البلاغہ'' سے بصیرت کا نصاب ایسا

علیؑ کی فکر و دانش رہ نما سارے زمانوں کی
ملے گا کس کے در سے علم ہم کو بے حساب ایسا

وہ اعلانِ محمدؐ وہ صدا "مَن کنتُ مولا" کی
غدیرِ خُم تری قسمت سُنا تُو نے خطاب ایسا

گلِ نامِ علیؑ میں اک ہجومِ نکہتِ حق ہے
بہاروں نے کبھی دیکھا نہیں کوئی گلاب ایسا

خزاں دینِ محمدؐ کے شجر کو چھو نہیں سکتی
کیا اسلام کو حیدرؑ کے گھر نے فیض یاب ایسا

اُسی کے دم سے ہیں اس خاکداں کی رونقیں ساری
نہیں دیکھا کبھی چشمِ بشر نے ، بوترابؑ ایسا

نہ ہو عشقِ علیؑ تو عقل بے توقیر ہو جائے
توہم ڈال دیتا ہے حقیقت پر حجاب ایسا

فراستؔ میرے سارے رنج راحت میں بدل جائیں
حضورِ مرتضیٰؑ ہو حرفِ مدحت باریاب ایسا

+++

منقبت

کر دیا تجھ کو علیؑ کے بغض نے بیمار سُن
ٹھیک ہو جائے گا مدحِ حیدرِ کرّار سُن

بعدِ سرکارِ دو عالمؐ ہیں علی مرتضیٰؑ
کاروانِ دینِ حق کے قافلہ سالار سُن

جس کا میں مولا ہوں لوگو اُس کے مولا ہیں علیؑ
یہ غدیرِ خُم میں تھا فرمودۂ سرکارؐ سُن

دو جہانوں کی ہے سلطانی علیؑ کے فقر میں
کہہ رہی ہے کیا نوائے عالمِ اسرار سُن

شاہِ مرداں، شیرِ یزداں فاتحِ خیبر علیؑ
کوئی اُن جیسا نہیں ہے صاحبِ کردار سُن

گر سماعت زندہ ہے تو آیۂ تطہیر میں
کہہ رہا ہے کیا خُدائے عادل و غفار سُن

کلمۂ توحید ہے قائم انہی کے فیض سے
پنجتنؑ ہیں آج بھی اسلام کے معمار سُن

تیرے ذہن و دل کے اندر روشنی بھر جائے گی
ہم نفس ، نہج البلاغہ کی صدا اک بار سُن

موت ہے ایمان کی حُبِّ علیؑ سے فاصلہ
عشقِ حیدرؑ زندگی ہے اے دلِ بیدار سُن

شورِ باطل سے فنا ہوتی نہیں آوازِ حق
گونجتی ہے آج بھی وہ ضربِ ذوالفقارؑ سُن

حیدری ہوں، حیدری ہوں، حیدری ہوں حیدری
ہر نفس عشقِ علیؑ کا ہے مجھے اقرار سُن

+++

منقبت

جہاں سے بھی قرآں کو ہم دیکھتے ہیں
علیؑ کا قصیدہ رقم دیکھتے ہیں

وہ کیا جانیں فقرِ علیؑ کے کرشمے
جو شاہوں کے جاہ و حشم دیکھتے ہیں

نگہ جب بھی کرتے ہیں ہم سوئے زہراؑ
تو مریمؑ کی عظمت کو کم دیکھتے ہیں

جہاں فاطمہؑ کے نقوشِ قدم ہوں
جبینیں فرشتوں کی خم دیکھتے ہیں

اگر پنجتنؑ کا خیال آئے دل میں
تو ہم دل کو مثلِ حرم دیکھتے ہیں

اگر ذکر ہو شاہِ کرب و بلاؑ کا
تو پلکوں کو ہم اپنی نم دیکھتے ہیں

محمدؐ کی عترت سے ایسی عداوت
زمانے کا رنگِ ستم دیکھتے ہیں

ترے ہی گھرانے کا اے جدِ احمدؐ
فلک سے بھی اونچا علم دیکھتے ہیں

نہ ملتے ہیں اِن جیسے قرآنِ ناطق
نہ اِن جیسے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

نبوت، امامت، ولایت یہ تینوں
فقط ایک گھر میں بہم دیکھتے ہیں

نجف جا رہے ہیں کسی قافلے میں
یہی خواب ہم دم بدم دیکھتے ہیں

فراستؔ کہاں ہم ، کہاں مدحِ مولاؑ
بس اپنا عروجِ قلم دیکھتے ہیں

+++

منقبت

یہ راز آشکار حدیثِ کسا سے ہے
روشن چراغِ دینِ مبیں فاطمہؑ سے ہے

زہراؑ کا احترام ہے اسلام کی اساس
سیکھی یہ بات میں نے رسولِ خداؐ سے ہے

ہے فاطمہؑ سے جادۂ توحید معتبر
یہ روشنی انہی کے فقط نقشِ پا سے ہے

زندہ ہے سیرتِ نبویؐ اُن کے ہی طفیل
قرآں کا اعتبار بھی خیر النساءؑ سے ہے

زہراؑ ہیں مصطفٰےؐ کے لئے نعمتِ عظیم
اِس کی گواہ سورتِ کوثر سدا سے ہے

اعزاز یہ کسی کو کہاں ہوسکا نصیب
نسلِ رسولِ پاکؐ چلی فاطمہؑ سے ہے

دنیا کی عورتوں کی ہیں سردار تا ابد
حاصل یہ مرتبہ اُنہیں حق کی رضا سے ہے

ہم پر بہت کڑی تھی مصائب کی تیز دھوپ
سایہ یہ رحمتوں کا اُنہیں کی ردا سے ہے

اُس کو نصیب ہوگی شفاعت بتولؑ کی
وابستہ جو بھی آپ کی مدح و ثنا سے ہے

+++

منقبت

بخش دی جنت عزاداروں کو گوہر کی طرح
دل ترا حسنِ عطا میں ہے سمندر کی طرح

دست بستہ صورت درباں ہیں جبرئیلِ امینؑ
کوئی دروازہ نہیں دیکھا ترے در کی طرح

آسیہ کی گردشوں سے گردشِ آفاق تک
تیری ذاتِ پاک دینِ حق کے محور کی طرح

فاطمہؑ کوئی نہیں تیرے سوا ہو جس کا ذکر
مُصحفِ قرآن میں آیاتِ کوثر کی طرح

عکسِ کردارِ خدیجہؑ ، وارثِ علمِ نبیؐ
تیرے شایاں کون ہو سکتا تھا حیدرؑ کی طرح

تیری آمد پر ادب سے ایستادہ ہیں رسولؐ
اوج کس کو مل سکا تیرے مقدّر کی طرح

نورِ چشمِ سرورِ کونینؐ تیری ذات ہے
اور ترا کردار ہے مہرِ منوّر کی طرح

کتنے دُکھ تجھ کو ملے بعدِ وفاتِ مصطفٰےؐ
ایک اک لمحہ ترے دل پر تھا خنجر کی طرح

سب ستم تُو نے سہے اُمّت کی بخشش کے لئے
کون سمجھے راز یہ شبّیرؑ و شبّرؑ کی طرح

وہ غلافِ کعبہ ہو یا پیرہن مریم کا ہو
کوئی پاکیزہ نہیں ہے تیری چادر کی طرح

وہ نبوّت یا شہادت یا ولایت ہو بتولؑ
عظمتیں کس کو ملیں اتنی ، ترے گھر کی طرح

سیرتِ زہراؑ سے روشن چہرۂ توحید ہے
آیۂ تطہیر ہے اللہ ہو اکبر کی طرح

فاطمہ زہراؑ کی عظمت کا نہیں جو معترف
روح اُس کی بانجھ ہے اور دل ہے پتھر کی طرح

+++

منقبت

لقب اللہ نے کوثر کا بخشا جن کو قرآں میں
اُنہیں کا خون ہے دینِ محمدؐ کی رگِ جاں میں

خدا بھی جن پر نازاں ہے، محمدؐ مدح خواں جن کے
نہیں مِلتا کوئی زہراؑ کا ثانی بزمِ امکاں میں

ظہورِ فاطمہؑ سے رحمتوں کے پھول مہکے ہیں
بہارِ جاوداں آئی خدیجہؑ کے گلستاں میں

اُنہیں کے نام سے منسوب ہے اسلام کا سورج
جنہوں نے ظلم کے ناوک سہے شامِ غریباں میں

نہ ہوگی مکتبِ آلِ محمدؐ سے اگر نسبت
تو آئے گی کہاں سے موجِ بیداری مسلماں میں

وہی عصمت کا مہرِ ضوفشاں، صدّیقۂ عالمؑ
اُنہیں کا نور ہے توحید کی صبحِ درخشاں میں

ترا سرمایہ اے اسلام بس اِس کے سوا کیا ہے
یہی جو پانچ موتی قیمتی ہیں تیرے داماں میں

نساء العالمیں کی قافلہ سالار ہیں زہراؑ
اضافہ ہے اِنہی کے فیض سے توقیرِ انساں میں

اِنہیں کے گھر سے بٹتے ہیں خزانے علم کے سب کو
بلندی ہے اِنہیں حاصل مقامِ علم و عرفاں میں

دلوں پر اُن کے کیسے منکشف ہو رفعتِ زہراؑ
تفکّر جو نہیں کرتے کبھی آیاتِ قرآں میں

اُسے دوزخ کے شعلوں سے بچا سکتا نہیں کوئی
نہ ہو خاتونِ جنّت کی محبت جس کے ایماں میں

+++

منقبت

غمِ شانِ دنیا ہو رہا ہے
یہ دل تو پنجتنؑ کا ہو رہا ہے

گھرانے سے محمدؐ کے عداوت
مسلمانوں کو یہ کیا ہو رہا ہے

سرِ عرشِ بریں اُمّ ابیہاؑ
تری عصمت کا چرچا ہو رہا ہے

زمانے بھر کی منزل رفتہ رفتہ
ترا نقشِ کفِ پا ہو رہا ہے

حسینؑ ابنِ علیؑ جاں دے رہے ہیں
مگر اسلام زندہ ہو رہا ہے

حُسینی اور بڑھتے جا رہے ہیں
یزیدِ وقت تنہا ہو رہا ہے

منافق خاک پر بے بس پڑے ہیں
علیؑ کا نام اونچا ہو رہا ہے

غدیرِ خُم میں روشن روئے حیدرؑ
ولایت کا سویرا ہو رہا ہے

عجب تاثیر ہے بادِ نجف میں
مریضِ عشق اچھا ہو رہا ہے

جو دل میں عشق تھا آلِ عباؑ سے
وہی جنّت کا رستہ ہو رہا ہے

جہاں ذکرِ ردائے فاطمہؑ ہے
وہاں رحمت کا سایا ہو رہا ہے

درِ آلِ عباؑ سے دور ہیں جو
اُنہیں ہر پَل خسارا ہو رہا ہے

صدا "من کنت مولا" کی ہے جاری
مسلماں ہے کہ بہرا ہو رہا ہے

چراغِ مدحتِ زہراؑ جلاؤ
بہت گہرا اندھیرا ہو رہا ہے

+++

منقبت

کرتے ہیں ادب اُن کا رسولِ دوسراؐ بھی
اُن جیسا زمانے میں کوئی اور ہوا بھی

مخصوص ہے زہراؑ کے لئے اُمِ ابیہا
یہ لفظ کسی اور کے بارے میں سُنا بھی

زوجہ وہ علیؑ کی ہیں محمدؐ کی ہیں بیٹی
میں اُن کو پکاروں تو پلٹ جائے قضا بھی

جب سجدۂ آدم کا فرشتوں کو ملا حکم
تھے نور کی صورت میں وہاں آلِ عباؑ بھی

قرآن کی آیات یہ دیتی ہیں گواہی
ہے پنجتنِ پاکؑ کا مدّاح خدا بھی

فردوسِ بریں زہراؑ کو شادی میں ملی ہے
بے اُن کی سفارش کوئی جنت میں گیا بھی

اے دخترِ سرکارِ دوعالمؐ تری عظمت
کیا ہے یہ حقیقت میں کوئی جان سکا بھی

آئے گی نہ اب دھوپ کبھی کفر کی سر پر
اسلام پہ احسان ہے زہراؑ کی ردا بھی

سرکارؐ کے قدموں کے ہی ہمراہ ملیں گے
شہزادیٔ کونینؑ کے نقشِ کفِ پا بھی

عشقِ آلِ محمدؐ سے فراستؔ ہے ضروری
یہ اجرِ رسالت ہے کرو اِس کو ادا بھی

+++

منقبت

اونچا فلک سے ہے قدو قامت نہ پوچھیے
بنتِ شہِ امامؑ کی عظمت نہ پوچھیے

اقدارِ حق کو زندۂ جاوید کردیا
صدیقۂ جہاںؑ کی صداقت نہ پوچھیے

اپنایئے رسولؐ کی عترت کا راستہ
کس جا ملے گا جادۂ جنت نہ پوچھیے

نامِ علیؑ سے آج بھی باطل ہے سرنگوں
شیرِ خداؑ کا طرزِ شجاعت نہ پوچھیے

کیوں پنجتنؑ ہیں علمِ الٰہی کے رازدار
کافر ہیں کیوں رہینِ جہالت نہ پوچھیے

ہو جاتے تھے ادب سے کھڑے، دیکھ کر اِنہیں
بیٹی سے مصطفیٰؐ کی محبت نہ پوچھیے

صحنِ مکاں میں کس کے اُترتے تھے جبرئیلؑ
قرآں ہے کس کے گھر کی وراثت نہ پوچھیے

فرمودۂ خدا کی طرف کیجیے نگاہ
غیروں سے اہلِ بیتؑ کی عظمت نہ پوچھیے

لایا درِ بتولؑ سے میں علم کے چراغ
پائی کہاں سے میں نے یہ دولت نہ پوچھیے

من کنت مولاؑ کہہ کے ملا کس قدر سکوں
سرکارِ دوجہاںؐ کی مسرت نہ پوچھیے

گلدستۂ علومِ الٰہی ، نجومِ حق
کیا ہے رسولِ پاکؐ کی عترت نہ پوچھیے

وابستگیٔ آلِ محمدؐ سے تھا عروج
کیوں مائلِ زوال ہے اُمت نہ پوچھیے

زہراؑ کے در کی خاک کو سرمہ بنائیے
کیسے ملے گی چشمِ بصیرت نہ پوچھیے

لینا پڑے گا نام ابو طالبؑ کا آپ کو
کس نے بچائی ہے یہ رسالت نہ پوچھیے

آلِ عباؑ سے زندہ ہے اسلام کا شعور
اِن ہستیوں کی شانِ فراست نہ پوچھیے

+++

منقبت

نکتہ شناسِ کارِ نبوت ہیں فاطمہؓ
اسلام کا منارۂ عظمت ہیں فاطمہؓ

ظلمت میں روشنی کی علامت ہیں فاطمہؓ
قندیلِ راہ گزارِ امامت ہیں فاطمہؓ

سر تا قدم ہیں پیکرِ کردار مصطفیٰؐ
اللہ کے رسولؐ کی سیرت ہیں فاطمہؓ

سچائی کے چمن کی بہاریں انہیؓ سے ہیں
باغِ ازل کا سرو صداقت ہیں فاطمہؓ

نازاں ہیں جن کے در کی غلامی پہ جبرئیل
وہ صاحبِ شکوہ و جلالت ہیں فاطمہؑ

باطل میں دم نہیں کہ مقابل ٹھہر سکے
خیبر شکنؑ کا عکسِ شجاعت ہیں فاطمہؑ

ٹکڑے جگر کے راہِ خُدا میں لٹا دیے
سب سے بڑی مثالِ سخاوت ہیں فاطمہؑ

اہلِ عزاء کے واسطے پروانۂ نجات
بخشش کی مومنوں کو بشارت ہیں فاطمہؑ

مُشکل کشاؑ کے کارِ مسیحائی کی شریک
ٹوٹے ہُوئے دلوں کی ضرورت ہیں فاطمہؑ

جو ان کا دل دکھائے وہ دشمن نبیؐ کا ہے
محبوبِ کبریاؑ کی محبت ہیں فاطمہؑ

ان کے ہی سجدوں سے ہے یہ اُمت بچی ہوئی
کون و مکاں میں روحِ عبادت ہیں فاطمہؑ

ملتا نہیں ہے کوئی بھی ثانی بتولؑ کا
خلّاقِ دو جہاں کی کرامت ہیں فاطمہؑ

یہ جس طرف ہیں حق کا بھی رُخ ہے اُسی طرف
پیمانۂ شعورِ صداقت ہیں فاطمہؑ

دیکھو تو پڑھ کے سورہ کوثر کی آیتیں
اللہ کے کلام کی زینت ہیں فاطمہؑ

اسلام تیری آنکھوں کی ہیں روشنی علیؑ
قرآن تیری چشمِ بصیرت ہیں فاطمہؑ

صد شاہ و ملک خواب فراموش ہوگئے
صدیوں سے ترجمانِ مشیت ہیں فاطمہؑ

سارے جہاں کے واسطے رحمت ہیں مصطفیؐ
اور مصطفیؐ کے واسطے رحمت ہیں فاطمہؑ

میں کیا فراست اور مرا حرف مدح کیا
ممدوحِ بارگاہ رسالتؐ ہیں فاطمہؑ

+++

منقبت

شاخِ قلم پر کھلے مدحِ حسنؑ کے گلاب
آج ہوئے معتبر میرے سخن کے گلاب

حرف کو چھونے لگی موجِ ہوائے حرم
لفظ مہکنے لگے مدح میں بن کے گلاب

کیوں نہ ہو حسنینؑ میں قربِ خدا کی جھلک
آ کے زمیں پر کھلے، نیل گگن کے گلاب

دہر میں سب سے جدا فاطمہؑ زہرا کے پھول
اِن کے مقابل ہیں کیا باغِ عدن کے گلاب

دے گئے اسلام کو ایک عجب تازگی
رحمتِ کونین کے کنجِ چمن کے گلاب

جنگ ہے دیوانہ پن، ہے یہ پیامِ حسنؑ
امن سے مہکایئے اپنے چلن کے گلاب

اور مجھے کچھ نہیں اس کے سوا چاہیے
نکہتِ حُبِّ علیؑ، عشقِ حسنؑ کے گلاب

ان کی شہادت کی یاد، میرے لئے لائی ہے
درد و الم کے دیے، رنج و محن کے گلاب

اُلفتِ آلِ رسولؐ، میرے سخن کا اُصول
تازہ رہیں گے سدا یہ مرے فن کے گلاب

+++

منقبت

کبھی صُلحِ حسنؑ پر غور کرو اس صلح نے دیں کو بچایا ہے
اس ردِّ فساد کی کاوش نے اک امن کا باغ کھلایا ہے

قرآں کی حفاظت ہے اوّل، اسلام کی حرمت ہے افضل
کردارِ حسنؑ نے یہ نکتہ اہلِ حق کو سمجھایا ہے

جب تک یہ دنیا قائم ہے روشن ہے چراغِ نامِ حسنؑ
یہ بات اُسے معلوم نہ تھی وہ جس نے زہر پلایا ہے

کفار نے آپؑ کو نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دیا
یہ سوچ کے آنکھیں بھر آئیں، اک رنج سا دل پر چھایا ہے

قرآن کے وارثوں سے نفرت ہے ایک تسلسل سے جاری
جو ظلم حسنؑ کے ساتھ ہوا ، وہی کرب و بلا تک آیا ہے

ہے جنگ سے نفرت کا نعرہ مقبول جو آج زمانے میں
یہ فکرِ حسنؑ کا جوہر ہے جو دنیا نے اپنایا ہے

ہے جس کے اُجالے میں ظاہر تحریص سگانِ دنیا کی
میثاقِ حسنؑ کی حکمت نے اک ایسا چراغ جلایا ہے

اسلام پہ حرف آتا ہو اگر ، دنیا کی حکومت ٹھوکر پر
یہی نکتہ روحِ صلحِ حسنؑ ، یہی دانش کا سرمایا ہے

میں حلقہ بگوشِ آلِ نبیؐ، مجھے دشمن کا کوئی خوف نہیں
مرے دل میں حسنؑ کی اُلفت ہے، مرے سر پہ علم کا سایا ہے

+++

منقبت

دل میں جو عشقِ علمدارؑ بہم رکھتے ہیں
موت کے خوف کو وہ زیرِ قدم رکھتے ہیں

سر بلندی کا سبب پوچھتے کیا ہو ہم سے
اپنا سر ہم درِ عباسؑ پہ خم رکھتے ہیں

ہاتھ پھیلائیں نہ کیوں روضۂ عباسؑ پہ ہم
اک وہی ہیں جو فقیروں کا بھرم رکھتے ہیں

کٹ کے یہ ہاتھ بنے بازوئے دینِ اسلام
اتنا ادراک کہاں اہلِ ستم رکھتے ہیں

اک بھتیجی کی اُمید، ایک چچا کا ایثار
داستاں کیسی عجب مشک و علم رکھتے ہیں

ایک ہی ذات میں ہی ہیں جمع جلال اور جمال
دیکھ، عباسؑ بھی کیا جاہ و حشم رکھتے ہیں

آج بھی سیرتِ عباسؑ کے تابندہ چراغ
ظلم کی رات سے ٹکرانے کا دم رکھتے ہیں

دل میں جب کھلتے ہیں عباسؑ کی مدحت کے گلاب
ایک اک سانس میں ہم باغِ ارم رکھتے ہیں

عظمتِ آلِ عباؑ اُن پہ نہیں کھل سکتی
آستینوں میں چھپا کر جو صنم رکھتے ہیں

یاد کرتی ہے جنہیں آج بھی دریائے فرات
اُنؑ کے ہی ذکر سے ہم پلکوں کو نم رکھتے ہیں

ساتھ عزت کے جو زندہ ہوں فراستؔ مجھ پہ
وہ شہنشاہِ وفاؑ چشمِ کرم رکھتے ہیں

+++

منقبت

چار سو پھیلی وفا کی روشنی عباسؑ سے
منزلِ توحید دنیا کو ملی عباسؑ سے

سامنے آئے کسی دشمن میں یہ جرأت نہ تھی
کیسی ہیبت ساحلِ دریا پہ تھی عباسؑ سے

اُڑ گئے خوفِ فنا سے لشکرِ شامی کے ہوش
کس میں ہمت تھی کہ ٹکرائے جری عباسؑ سے

کٹ گئے بازو مگر پرچم نہیں جھکنے دیا
پڑ گئی طرزِ شجاعت اک نئی عباسؑ سے

سر پہ اُنؑ کے آج بھی تاجِ فضیلت ہے وہی
اب بھی ہے ملکِ وفا کی خسروی عباسؑ سے

قبضہ کر کے نہر پر ہے کون جو پیاسا رہے
سیکھ سکتا ہے بشر شانِ خودی عباسؑ سے

ہے علم غازیؑ کا ظالم کے لئے اعلانِ جنگ
خوف میں ہیں اہلِ باطل آج بھی عباسؑ سے

طوقِ لعنت ہر یزیدی کے لئے ہے حشر تک
کتنی مہنگی پڑ گئی ہے دشمنی عباسؑ سے

دشمنانِ دینِ حق نے کر دیا تھا نیم جاں
آگئی اسلام میں اک زندگی عباسؑ سے

نورِ پیغامِ محمدؐ کو بجھا دیتا یزید
آفتابِ حق میں ہے تابندگی عباسؑ سے

ظلمتِ تشکیک میرے پاس آسکتی نہیں
مل گیا ایسا چراغِ آگہی عباسؑ سے

شر لباسِ خیر میں بھی آئے تو پہچان لوں
میں نے پائی دولتِ دیدہ وری عباسؑ سے

یوں بھی روشن تھا مگر کچھ اور روشن ہوگیا
دہر میں نامِ حسینؑ ابنِ علیؑ عباسؑ سے

جاں نثاری بھی عبادت ہے خدا کی راہ میں
کیجئے حاصل شعورِ بندگی عباسؑ سے

کافروں کے دل پہ ہے خوفِ اجل چھایا ہُوا
ظالموں کے رُخ پہ ہے ترسندگی عباسؑ سے

اِس لئے کرتا ہے پانی قبر کا ہر دم طواف
علقمہ کو ہے بہت شرمندگی عباسؑ سے

یہ فراستؔ اُن کے ہی ایثار کا ہے معجزہ
ہوگئے اسلام کے بازو قوی عباسؑ سے

+++

منقبت

ڈھا دیے تیغِ وفا سے کفر کے سارے صنم
کر دیا عباسؑ نے اسلام پر کیسا کرم

محسنِ آفاق ہے وہ صاحبِ مشک و علم
یہ صدا آتی ہے نہرِ علقمہ سے دم بدم

مبتلائے خوف تیرے ذکر سے اربابِ کفر
لرزہ بر اندام تیرے نام سے اہلِ ستم

خاک میں تُو نے ملایا کفر زادوں کا غرور
کربلا میں رکھ لیا اسلام کا تُو نے بھرم

اے علیؑ کی دانش و طرزِ شجاعت کے امین
تیری خِلقت پر ہے نازاں مالکِ لوح و قلم

اے ابوالفضلؑ آج بھی ریگِ روانِ وقت پر
ہیں چراغوں کی طرح روشن ترے نقشِ قدم

اپنے کردار و عمل سے تُو نے ثابت کر دیا
تو شہنشاہِ وفا ہے، تُو نگہبانِ حرم

تیرے ہی پرچم سے مظلوموں کو اک ہمت ملی
رفعتِ حق کی علامت بن گیا تیرا علم

جس کے ہر اک باب میں روحِ وفا ہے جلوہ گر
وہ کتابِ عشق تُو نے خون سے کر دی رقم

جاوداں ہے نور تیرا اے بنی ہاشم کے چاند
حُسن تیرا کر نہیں سکتے بیاں لفظوں میں ہم

اس لئے مجھ کو ملی ہے سر بلندی دہر میں
روضہ عباسؑ پر اپنی جبیں کرتا ہوں خم

عظمتِ سرکارِ غازیؑ میں فراستؔ کیا لکھوں
مدحِ عباسِ جریؑ میں لفظ پڑ جاتے ہیں کم

+++

منقبت

جادۂ زینبؑ اختیار کریں
ظلم کی ذہنیت پہ وار کریں

کر رہے ہیں علیؑ کی مدحت ہم
جرم ہے یہ تو بار بار کریں

وہ ولی و وصی و ید اللہ
اُن پہ ہم کیوں نہ افتخار کریں

غیر کے علم میں رکھا کیا ہے
فکرِ زینبؑ پہ اعتبار کریں

یادِ زینبؑ کی مشعلوں کو جلائیں
ظلمتِ شب کو تار تار کریں

ہم عزادار ہیں بہشت اساس
عاقبت خود پہ کیا سوار کریں

ہیں جو ایقانِ زینبؑ سے دور
شک کے صحرا کو کیسے پار کریں

آؤ میثم کے راستے پہ چلیں
اپنا رُخ ہم بھی سوئے دار کریں

رکھیں نسبت علیؑ سے مستحکم
اپنا ایمان پائیدار کریں

اس نے اسلام کو بچایا ہے
کیوں نہ تحسینِ ذوالفقار کریں

ذکرِ مشکل کشاؑ کے مرہم سے
کچھ علاجِ دلِ فگار کریں

زینبِ کبریٰ کی صفاتِ جلیل
ہم سے ممکن نہیں شمار کریں

اُن کے روضے پہ جائیں ہم بھی دمشق
اور عقیدت کے گل نثار کریں

مِٹ نہیں سکتا ذکرِ آلِ عباؑ
خارجی سازشیں ہزار کریں

آج پھر حد سے بڑھ گیا ہے ستم
راہ زینبؑ کی اختیار کریں

ہے کڑا وقت پڑھ کے نادِ علیؑ
اے فراست اُٹھو ، حصار کریں

+++

منقبت

آنکھ دشمن سے جو کی چار علی اصغرؑ نے
کر دیا کفر کو مسمار علی اصغرؑ نے

مل گئی خاک میں افواجِ ستم کی دہشت
یوں تبسم سے کیا وار علی اصغرؑ نے

قلب کو شوقِ شہادت کا خزینہ بخشا
روح کو کردیا بیدار علی اصغرؑ نے

کیا ہے خوشنودیٔ معبود بتایا ہم کو
دے دیا عشق کا معیار علی اصغرؑ نے

لشکرِ ظلم سے ٹکرانے کی ہمت بخشی
ہم کو دی طاقتِ پیکار علی اصغرؑ نے

جس کی تاریکی سے لرزیدہ تھی صبحِ اسلام
دور کردی وہ شبِ تار علی اصغرؑ نے

نہیں ملتی ہے زمانے میں کوئی جس کی مثال
کردیا پیش وہ کردار علی اصغرؑ نے

فتح یابی ہے محمدؐ کے گھرانے کا شعار
جب ہی تو مانی نہیں ہار علی اصغرؑ نے

وادیٔ شرک میں جاں دے کے سکھائے ہم کو
علم توحید کے اسرار علی اصغرؑ نے

امتحاں کا جو سمندر تھا مقابل ، اس کو
مسکراہٹ سے کیا پار علی اصغرؑ نے

ناوکِ سازشِ کفار کو دو نیم کیا
توڑدی ظلم کی تلوار علی اصغرؑ نے

کر کے رَد جھوٹے خداؤں کو سرِ کرب و بلا
لاالہٰ کا کیا اِقرار علی اصغرؑ نے

ہوگیاحشر تلک دینِ محمدؐ محفوظ
کردیا ہے عجب ایثار علی اصغرؑ نے

تیر جب آکے لگا خیمۂ مادر کی طرف
مُڑ کے دیکھا ہے کئی بار علی اصغرؑ نے

وجہِ توقیرِ بشر ہیں جو، فراستؔ رضوی
ہاں بچالی ہیں وہ اقدار ، علی اصغرؑ نے

+++

منقبت

کیا پوچھتے ہو کیا ہیں امام رضا غریبؑ
اک شمعِ حق نما ہیں امام رضا غریبؑ

صحرائے کفر و شرک کے گہرے سکوت میں
آوازِ مصطفےٰؐ ہیں امام رضا غریبؑ

ہیں جس میں اہلِ بیتؑ کی سیرت کے سارے عکس
اک ایسا آئینہ ہیں امام رضا غریبؑ

حسنِ عمل میں ایسا کوئی دوسرا نہیں
تقوے کی انتہا ہیں امام رضا غریبؑ

مرضئ رب سے اِن کا کوئی پل جُدا نہیں
اللہ کی رضا ہیں امام رضا غریبؑ

باغِ حیات کے ستم آثار حبس میں
اک موجۂ صبا ہیں امام رضا غریبؑ

لفظوں میں اِن کے علم الٰہی کا نور ہے
قرآن کی ضیا ہیں امام رضا غریبؑ

زندان میں بھی نامِ محمدؐ رکھا بلند
اک پرچمِ وفا ہیں امام رضا غریبؑ

روشن کئے علوم و تفکّر کے راستے
قندیلِ ارتقاء ہیں امام رضا غریبؑ

شاہانِ کفر زاد کو دے دی شکستِ فاش
تمثیلِ لافتیٰ ہیں امام رضا غریبؑ

شک کا مرض ہو دل کو جو لاحق تو اے ندیم
تشکیک کی دوا ہیں امام رضا غریبؑ

جو زہر دے رہے تھے انہیں یہ خبر نہ تھی
سچائی کی بقا ہیں امام رضا غریبؑ

مشہد سے بھی گزرتا ہے اک جادۂ نجات
فردوس کا پتا ہیں امام رضا غریبؑ

ہم کو ملا انہیں سے فراستؔ شعور دیں
اسلام کی صدا ہیں امام رضا غریبؑ

+++

منقبت

(در مدح خیبر شکن، تاجدارِ ولایت حضرت علی مرتضٰی بابِ العلمؑ)

علیؑ کی طرح سے قُرآں خِصال کوئی نہیں
نظیر کوئی نہیں ہے، مثال کوئی نہیں

جواب جس کا نہ ہو بابِ شہرِ علم کے پاس
علومِ دہر میں ایسا سوال کوئی نہیں

خدا کی سمت سے شیرِ خداؑ کو تحفہ ہے
یہ ذوالفقار ہے اس کی مثال کوئی نہیں

تبھی تو اجرِ رسالت ہے حُبِّ آلِ رسولؐ
کہ اہلِ بیتؑ سے اہل و عیال کوئی نہیں

ہے نخلِ نہجِ بلاغہ ابد تلک سرسبز
چمن میں علم کے ایسا نہال کوئی نہیں

چراغِ فکرِ علیؑ کی جو روشنی ہو نصیب
مجھے بھٹکنے کا پھر احتمال کوئی نہیں

خدا کے دیں کو اگر کافروں سے خطرہ ہو
تو بوترابؑ سا مردِ جلال کوئی نہیں

اگر عداوتِ آلِ نبیؐ ہو دل میں تو پھر
نماز وروزہ حج کا مآل کوئی نہیں

علاجِ اُمّتِ مجروح ڈھونڈنے والو
سوائے عشقِ علیؑ اندمال کوئی نہیں

علیؑ کی راہ کو چھوڑا یہی ہے وجہ زوال
ہوئے تباہ تو دشمن کی چال کوئی نہیں

علیؑ کے اُسوۂ وحدت کی پیروی ہے کمال
علیؑ سے حسنِ عقیدت کمال کوئی نہیں

یہ غم نہیں ہے کہ نیلام ہو گئے منبر
یہ رنج ہے کہ کسی کو ملال کوئی نہیں

اِسی سپر نے فراستؔ مجھے رکھا محفوظ
سوائے نادِ علی میری ڈھال کوئی نہیں

+++

نظمیں

عزاداریٔ شبیرؑ

ماتم ہے تقاضائے وفاداریٔ شبیرؑ
اسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

نظارۂ حق دیدۂ گریاں سے ہے زندہ
وحدت کی سحر شامِ غریباں سے ہے زندہ
یہ دین غمِ شاہِ شہیداںؑ سے ہے زندہ
اسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

باطل کے لئے جنگ کا اعلان ہے ماتم
تجدیدِ وفا ، جوہرِ ایمان ہے ماتم
اک طرزِ نگہبانیٔ قرآن ہے ماتم
اسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

زینبؑ کے مصائب پہ جگر چاک رکھیں گے
پلکوں کو غمِ شاہؑ میں نمناک رکھیں گے
اس رسم کو جاری شہِ لولاکؐ رکھیں گے
اسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

جو منکرِ گریہ ہیں وہ کوتاہ نظر ہیں
آنسو غمِ سرورؑ میں جو گرتے ہیں گہر ہیں
صدیوں سے اسی غم میں بشر خاک بسر ہیں
اسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

کم ہوتی نہیں عشق میں دیوانوں کی رونق
یہ شمعِ شہادت کے ہے پروانوں کی رونق
چودہ سو برس سے ہے عزا خانوں کی رونق
اسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

ٹوٹے ہوئے ہر دل کی دوا، ماتمِ شبیرؑ
سچائی کی تابندہ صدا، ماتمِ شبیرؑ
ہے دینِ محمدؐ کی بقا، ماتمِ شبیرؑ
اسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

یہ فرشِ عزاء مکتبِ افکارِ محمدؐ
یہ پیروئ جادۂ کردارِ محمدؐ
اُلفت پہ نواسے کی ہے اصرارِ محمدؐ
اِسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

ظالم کے لئے اِس میں مذمّت کا سبق ہے
مظلوموں کی ہر لمحہ حمایت کا سبق ہے
یہ رزم گہہِ حق میں شہادت کا سبق ہے
اِسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

یہ قاسمؑ و عباسِؑ علمدارؑ کا ماتم
سرکارِ دوعالمؐ کے ہے دلدار کا ماتم
روکے نہ رُکے گا شہِ ابرارؑ کا ماتم
اِسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

جو فکر و نظر ہے وہ اِسی غم کی عطا ہے
توحید کا ادراکِ اِسی غم سے ہُوا ہے
نسلوں کی امانت یہ غمِ آلِ عباؑ ہے
اِسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

روتے ہیں شہِ والاؑ کو یہ ارض و سماوات
ڈرتی غمِ سرورؑ سے ہے باطل کی سیہ رات
پرچم ہیں صداقت کا یہ ماتم کو اُٹھے ہات
اِسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

اِس معجزۂ غم کا ہے دل شاہدِ عینی
تا حشر یونہی اشک بہائیں گے حُسینی
یہ شیوۂ زینبؑ ہے، یہی قولِ خمینی
اِسلام کی شہ رگ ہے عزاداریٔ شبیرؑ

+++

علَم تُمھارا

ہارا نہیں وفا کی بازی علم تُمھارا
اللہ کی رضا پہ راضی علم تُمھارا
توحید کی کرشمہ سازی علم تُمھارا
اونچا ہے آسماں سے غازیؑ علم تُمھارا

تم سا نہیں ہے کوئی تم پیکرِ وفا ہو
تم دشتِ نینوا میں سچائی کی صدا ہو
مایوسیوں میں تم ہی اُمّت کا حوصلہ ہو
اونچا ہے آسماں سے غازیؑ علم تُمھارا

تکتی ہے رہ تمھاری نہرِ فرات ہر دم
ہر موج یاد کر کے روتی ہے تم کو پیہم
تم کو دیا خدا نے کتنا عظیم پرچم
اونچا ہے آسماں سے غازیؑ علم تمھارا

اک ضوفشاں چراغِ ایمان یہ علم ہے
اللہ کا بشر پر احسان یہ علم ہے
دنیا میں دینِ حق کی پہچان یہ علم ہے
اونچا ہے آسماں سے غازیؑ علم تمھارا

یہ پرچمِ حُسینی یہ عشق کا نشاں ہے
یہ بحرِ عاقبت کی کشتی کا بادباں ہے
یہ پنجتن کی عظمت کا نقشِ جاوداں ہے
اونچا ہے آسماں سے غازیؑ علم تمھارا

کب کافروں کو آگے بڑھنے کی راہ دی ہے
سائے میں اِس علم کے حق کو پناہ دی ہے
شبیرؑ سے محبت تم نے نباہ دی ہے
اونچا ہے آسماں سے غازیؑ علم تمھارا

باطل کی سازشوں کے سب بُت گرا دیے ہیں
حق کے چراغ اپنے خوں سے جلا دیے ہیں
راہِ خدا میں تم نے بازو کٹا دیے ہیں
اونچا ہے آسماں سے غازیؑ علم تمھارا

صدیوں سے ہے دلوں میں تابندہ غم تمھارا
تا حشر رہنما ہے نقشِ قدم تمھارا
اسلام کی بقا میں شامل کرم تمھارا
اونچا ہے آسماں سے غازیؑ علم تمھارا

اے صاحبِ جلال و عظمت، سلام تم پر
اے دینِ مصطفٰیؐ کی نصرت ، سلام تم پر
اے حیدری لہو کی غیرت ، سلام تم پر
اونچا ہے آسماں سے غازیؑ علم تمھارا

+++

غازی کا علَم

راہِ حق میں ہو گئے بازو قلم
کون ہے عباسؑ سا ثابت قدم
گونجتی ہے اک صدا یہ دم بدم
ہے اسی سے دین کا جاہ و حشم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علَم

یہ فراتِ وقت کا پتوار ہے
کفر کے رستے کی یہ دیوار ہے
ظالموں کے سر پہ یہ تلوار ہے
اس سے ٹکرائے ہے کس آندھی میں دم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علَم

آسماں پر یہ ستارہ عشق کا
روشنی دیتا منارہ عشق کا
کربلا میں استعارہ عشق کا
اس کا سایہ ہے علاجِ دردو غم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علم

یہ نشاں ہے ربِّ ذوالاکرام کا
یہ مُداوا رنج اور آلام کا
یہ محافظ عالمِ اسلام کا
اس کی رفعت آسمانوں پر رقم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علم

یہ علَم ہے آبروئے دینِ حق
یہ کتابِ عشق کا زرّیں ورق
اِس کی ہیبت سے ہے روئے کفرفق
اس سے بُت خانوں میں ڈرتے ہیں صنم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علم

اِس کی عظمت اس کی قوت لازوال
چہرۂ وحدت کا اِس میں ہے جمال
یہ ہوا خواہِ خدائے ذوالجلال
ترجمانِ عظمتِ شاہِ اُمم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علَم

یہ علَم حیدرؑ کی دانش کا شجر
مصطفٰےؐ کی حُسنِ سیرت کا ثمر
سربراہِ کاروانِ حق نگر
ناز اس پر کرتے ہیں اہلِ حرم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علَم

یہ وفا کی صبح کا خورشید ہے
یہ نظامِ کفر کی تردید ہے
مقصدِ قرآن کی تائید ہے
اس کی حرمت لوحِ عالم پر رقم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علَم

نغمۂ سازِ شہادت یہ علَم
جلوۂ مہرِ حقیقت یہ علَم
تیشۂ اہلِ صداقت یہ علَم
یہ نشاں ہے ہر نشاں سے محترم
پرچمِ توحید غازی کا علَم

یہ ہواؤں میں شجاعت کا سمند
تا ابد یہ سرفراز و ارجمند
تا قیامت تابناک و سربلند
ہے سروں پر صورتِ دستِ کرم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علَم

اِس کی رفعت آسمانوں سے پرے
آفرینش کے نشانوں سے پرے
حکمراں ہے یہ زمانوں سے پرے
یہ سفیرِ وادیٔ لوح و قلم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علَم

یہ علَم اللہ کا انعام ہے
لاالہٰ کا جاوداں پیغام ہے
شرک اس سے لرزہ براندام ہے
کانپتی ہیں اس سے افواجِ ستم
پرچمِ توحید غازیؑ کا علَم

+++

پیامِ کربلا

کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے
حسین ابنِ علیؑ کے نقشِ پا کو ہم نہ بھولیں گے

حُسینی حوصلہ ہے یہ ذرا بھی کم نہیں ہوگا
کسی ظالم کے آگے سر ہمارا خم نہیں ہوگا
رجز ہے اہلِ حق کا ختم یہ ماتم نہیں ہوگا
شہیدِ ریگ زارِ نینوا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

غمِ شبیرؑ جینے کے نئے انداز دیتا ہے
حیاتِ جاودانی کا ہمیں اعزاز دیتا ہے
شہیدوں کا لہو اب تک ہمیں آواز دیتا ہے
جو سجدے میں تھا اُس خونیں قبا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

وہ جس کی راہ پر چلنے سے خالق ہم سے راضی ہے
فُراتِ عشق پر اللہ کے لشکر کا غازی ہے
علَمِ عباسؑ کا انسانیت کی سرفرازی ہے
بنی ہاشم کے کردارِ وفا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

نظر آتی ہے ہستی کی حقیقت چشمِ گریاں سے
عزاداری ہے تجدیدِ وفا شاہِ شہیداںؑ سے
ملی انسانیت کو صبحِ نو شامِ غریباں سے
جلے خیموں پہ نوحہ گر ہُوا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

پیامِ کربلا مظلومیت سے پیار کرنا ہے
شہادت کی دلوں میں آرزو بیدار کرنا ہے
یزیدِ وقت کے احکام سے انکار کرنا ہے
بُتانِ دہر کے آگے خدا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

یہ اہلِ بیتِ اطہرؑ ہیں یہ دل تسخیر کرتے ہیں
یہ نوکِ نیزہ پر اسلام کی تشہیر کرتے ہیں
لہو سے اپنے آئینِ وفا تحریر کرتے ہیں
کتابِ عشق کے حرفِ بقا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

علی اکبرؑ نے برچھی کھائی ہے اسلام کی خاطر
یہاں زینبؑ نے کھویا بھائی ہے اسلام کی خاطر
جلے خیمے ہیں اور تنہائی ہے اسلام کی خاطر
محمدؐ کے گھرانے کی وفا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

نہ ہوتی کربلا تو دہر سے اسلام مِٹ جاتا
فروغِ خیر میں سب انبیاء کا کام مِٹ جاتا
اندھیرے رقص کرتے روشنی کا نام مِٹ جاتا
شہادت کے چراغوں کی ضیا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

غمِ سبطِ نبیؐ ایمان کی طاقت بڑھاتا ہے
یہ غم مہرِ یقیں بن کر جہاں میں جگمگاتا ہے
یہ غم اک معجزہ ہے اِس سے باطل تھرتھراتا ہے
کسی بھی حال میں فرشِ عزا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

حسین ابنِ علیؑ نے سر دیا اسلام کی خاطر
ہمیں معیارِ خیر و شر دیا اسلام کی خاطر
بھرا راہِ خدا میں گھر دیا اسلام کی خاطر
سکوتِ کفر میں حق کی صدا کو ہم نہ بھولیں گے
کسی صورت پیامِ کربلا کو ہم نہ بھولیں گے

+++

ادراک

کربلا مشعلِ حق ہے، جو نہیں بُجھ سکتی
صرصرِ کفر چلے یا کوئی آندھی آئے
یا کوئی بادِ ستم ناک، چلے مغرب سے
یا اسی قریۂ مشرق کے سیہ خانوں سے
ورثہ تیرہ شبی لے کے یزیدی اُٹھیں
کلمہ گویانِ نبیؐ، آلِ نبیؐ کے دشمن
حُرمتِ عترتِ احمدؐ کو مٹانا چاہیں
تب یہی کرب و بلا سچ کی گواہی دے گی

زخمِ تاریخ سے رِستا ہوا بے باک لہو
یہ بتا دے گا کہ طاغوت ہے کون
بول اُٹھے گا ستم گار ہے کون
حق کا معیار ہے کون
کب تک اسلام کے پردے میں چھپیں گے قاتل
دستِ سفاکِ زماں
سب کے چہروں سے، گرا دے گا
یہ مذہب کی نقاب
ہاشمی خون کبھی رائیگاں جائے گا نہیں
اب بہت دور نہیں
مرگ و رسوائی لُٹاتا ہوا، چنگھاڑتا، پُر ہَول عذاب
ظالموں، تیرہ پرستوں کو نہ ہو علم مگر
ہر زمانے کے مورّخ کو ہے اِس کا ادراک
کربلا مشعلِ حق ہے جو نہیں بجھ سکتی

+++

روشنی کے سفیر

یہ کربلا ہے
یہ خیر و شر کا وہ معرکہ ہے
کہ جس میں باطل پرست ظالم
لہو کے دریا بہا رہے ہیں
نواسۂ شاہِ دو جہاںؐ کو شہید کر کے
یہ ڈھول تاشے بجا رہے ہیں
حرم کے خیمے جلا رہے ہیں
بلند نیزوں پہ سر اُٹھائے

اِدھر اُدھر رقص کر رہے ہیں
فضا میں پھیلی ہے خون کی بو
اک آگ ہے اک دُھواں ہے ہر سُو
یہ آدمیت کی تذلیل کے سب مُظاہرے ہیں
درندگی کی یہ انتہا ہے
یہ وہ مناظر ہیں جن سے نوعِ بشر خجل ہے
پر اپنے انجام سے بے خبر ہیں سارے
کل اِن کو تاریخ
ذِلّتوں کی اندھیری کھائی میں پھینک دے گی
گلے میں لعنت کا طوق ہوگا
بدن پہ رُسوائی کے داغ کوڑھ بن کر دکھائی دیں گے
یہ تختِ شاہی، یہ قصر و دولت
فنا کی مٹی میں جا ملیں گے
اِنہیں سے دوزخ کی آگ بھڑکائیں گے فرشتے
مگر حسینؑ شہید کا نام جگمگائے گا
تا قیامت
عظیم ہیں وہ شہید جن کے لہو نے اسلام کو بچایا

مگر نہ فاسق کے رُوبرو
اپنا سر جُھکایا
یہ روشنی کے سفیر ہیں، ساری انسانیت کے مُحسن
یہ کالی راتوں میں صبحِ نو کی اُمید بن کر
بشر کو جینا سکھا رہے ہیں
نثار بارِ ستم اُٹھائے عوام اِن پر
دُکھی دلوں کے یہ چارہ گر ہیں
دُکھی دلوں کا سلام اِن پر

+++

لاعلم

زمانہ جانتا ہے
کوئی ظالم کسی مظلوم کے افکار پر
قبضہ جما سکتا نہیں ہے
کبھی تاراج کر سکتی نہیں
نفرت محبت کو
بہ ظاہر جھوٹ ہو کتنا بھی دل کش
سچ کے جیسی حرمت و عزت نہیں پاتا
ہزاروں جاہلوں کا شور

قرآں کی تلاوت کو دبا سکتا نہیں ہے
بدی نیکی کے جوہر کو مٹا سکتی نہیں ہے
کسی پت جھڑ سے فصلِ گل نہیں رُکتی
مگر صد حیف اے لوگو
ابوسفیان کے بیٹوں کو
دانائی کے اِس نکتے سے آگاہی نہیں تھی
وہ دنیا کی ہوس ناکی میں
اندھے ہو گئے تھے
خدا دوزخ میں انگاروں سے داغے
اِن کے جسموں کو
کہ اِن سب کور چشموں میں
امامِ وقت کو پہچاننے والا نہ تھا کوئی
امامِ وقت جو سچائی کی آواز ہوتا ہے
جو پیغامِ محمد مصطفےؐ کا حافظ و دمساز ہوتا ہے
جو اِس کونین کے معبود کا ہم راز ہوتا ہے
حسین ابنِ علیؑ بچے امامِ وقت تھے
سبطِ نبیؐ تھے، راکبِ دوشِ پیمبرؐ تھے

وہ باب العلمؑ اور خاتونِ جنتؑ کے
شعور و علم و تقویٰ کے امانت دار تھے
قرآں کے وارث تھے
ستم یہ ہے کہ اِس درجہ عظیم المرتبت انسان سے
اک فاسق و فاجر کہے
بیعت کرو مجھ سے
قیامت اِس سے بڑھ اور کیا ہوگی
ستارے تو کبھی آسیب کی مسکن
اندھیری رات سے بیعت نہیں کرتے
ہوائیں جس کی حامی نہیں ہوتیں
سرِ ریگِ تپاں انکار پر، تیغیں لئے، نیزے اُٹھائے
حُسین ابنِ علیؑ کو قتل کرنے لشکرِ شامی نکل آیا
مگر اِن کفر زادوں کو
نہیں ادراک اِس زندہ حقیقت کا
بدی نیکی کے جوہر کو مٹا سکتی نہیں ہے
کسی پت جھڑ سے فصلِ گُل نہیں رُکتی
اندھیرا روشنی کو قتل کر سکتا نہیں ہے

+++

علی اکبرؑ کی اذاں

گونجتی ہے علی اکبرؑ کی اذاں
دشت وصحرا میں بیابانوں میں
زرد تاریخ کے محبوس نہاں خانوں میں
رونق کوچہ و بازار میں، ویرانوں میں
ظلم کی قید میں جکڑے ہوئے انسانوں میں
ملکوں میں، شہروں میں جمہور کے ایوانوں میں
گونجتی ہے علی اکبرؑ کی اذاں
نئی تہذیب کے بے روح صنم خانوں میں
ذکرِ شبیرؑ سے آباد عزا خانوں میں
حرمِ پاک کے گمراہ نگہبانوں میں

گونجتی ہے علی اکبرؑ کی اذاں
کربلا ختم ہوئی پر نہ ہوئی ختم اذانِ اکبرؑ
کتنی صدیوں کا سفر طے کر کے
آج بھی حق کی صدا زندہ ہے
یہ تو مظلوموں کو دعوت ہے
کہ اٹھو شب تیرہ کے خلاف
اپنی سچائی کی طاقت سے نئی صبح کی تخلیق کرو
چھوڑ دو رہ گزرِ حرص و ہوس
اپنے معبود کے رستے کی طرف آجاؤ
پرچھیوں والے جواں مرگ کی آوازے سے ہے
وادیٔ ظلم کے باشندوں میں کیسی ہلچل
شرک اور کفر کے محلوں پہ ہے لرزہ طاری
یہ اذاں حشر تلک یونہی رہے گی جاری
گونجتی ہے علی اکبرؑ کی اذاں
دشت و صحرا میں بیابانوں میں
زرد تاریخ کے محبوس نہاں خانوں میں
گونجتی ہے علی اکبرؑ کی اذاں

+++

یقین

ظالم جیت نہیں سکتے
جتنی بڑی ہو فوج اِن کی
خنجر، تیغیں، نیزے ہوں
طبل و علم نقارے ہوں
گرد اُڑاتے گھوڑے ہوں
دل دہلاتا لشکر ہو
طاقت اور حکومت ہو
زر ہو لعل و جواہر ہوں
پتھر دل کارندے ہوں
ظالم جیت نہیں سکتے

ظالم بزدل ہوتے ہیں
اِن کے پاس نہ سچائی
اِن کے پاس نہ دانائی
اِن کا کُل سرمایہ ہے
جھوٹی طاقت کا نشہ
فانی دنیا کی اُلفت
خیر کی اِن سے آس نہیں
اِن کے مردہ ضمیروں میں
نیکی کا احساس نہیں
ظالم جیت نہیں سکتے

کرب و بلا کے صحرا میں
ایک طرف ہیں آلِ رسولؐ
روشن دل روشن کردار
ایک طرف ظلمت زادے
جن کی روحیں ہیں بیمار
ایک طرف عشاقِ خدا

ایک طرف ابلیس کی دھوم
حق کی زندہ طاقت سے
اِن کے کالے دل محروم
ظالم جیت نہیں سکتے

عونؑ و محمدؑ اور اصغرؑ
اکبرؑ و قاسمؑ اور عباسؑ
جن کے لہو سے جل اُٹھے
دینِ خدا کی بقا کے چراغ
نومیدی کی راتوں میں
بن گئے جو اُمیدِ سحر
رمزِ امامت کے دانا
روحِ رسالت کے پیامیں
اِن کا مقدر رفتحِ مبیں
ظالم جیت نہیں سکتے

آلِ نبی کی قربانی
ثابت کرگئی دنیا پر
سچ کو موت نہیں آتی
یہ قرآں کی گواہی ہے
جو بھی شہید ہے زندہ ہے
نامِ حُسین ابنِ علیؑ
تا بہ ابد پائندہ ہے
جھوٹی طاقت والوں سے
مت ہو نا مرعوب کبھی
ظالم جیت نہیں سکتے

+++

سربلند

تمھاری حق سے محبت، تمھاری طرزِ وفا
خدائے کون و مکاں کو پسند ہے عباسؑ

کیا فرات پہ قبضہ مگر رہے پیاسے
کوئی تمھاری طرح ارجمند ہے عباسؑ

عجیب بات ہے کفار سے نہیں خطرہ
جو کلمہ گو ہیں اُنھی سے گزند ہے عباسؑ

بُریدہ ہوگئے بازو مگر تمھارا علَم
ابد تلک کے لئے سربلند ہے عباسؑ

+++

علمدارِ کربلا

فرات دیکھے علمدارِ کربلا کو دیکھے
چمکتا چاند سا چہرہ، یقیں سے پُر آنکھیں
حُسینیت کا محافظ، علیؑ کا شیرِ جواں
وقارِ مرتضویؑ جس کی ذات کا جوہر
نگاہ جانبِ دریا جلال چہرے پر
ہر اک ادا میں شجاعت نظر میں بے خوفی
پہاڑ سامنے آئیں تو ڈر کے ہٹ جائیں
فرس کو جانبِ آبِ رواں بڑھائے ہُوئے
علم کے ساتھ سکینہؑ کی مشک اُٹھائے ہُوئے
فرات دیکھے علمدارِ کربلا کو دیکھے

وہ دیکھ کر لیا دریا کو اپنے قبضے میں
اور اُس کے بعد بھی پیاسا پلٹ گیا وہ جری
بُریدہ ہو گئے بازو مگر نہ گرنے دیا
حُسینیت کا علَم فرشِ خاک پر اُس نے
لہو سے اپنے جلائے صداقتوں کے چراغ

اندھیری رات کو قندیلِ جاں بہم کر دی
شجاعتوں کی نئی داستاں رقم کر دی
غرورِ حاکمِ شامی کچل دیا اُس نے
تمام جنگ کا نقشہ بدل دیا اُس نے
فرات دیکھ علمدارِ کربلا کو دیکھ

یہی وہ غازیٔ حیدر صفات ہے جس نے
سوادِ کفر میں اسلام کا بھرم رکھا
ابد تلک ہے اب اِس کا علَم وفا کا علَم
پیامِ دینِ مبیں، عظمتِ خدا کا علَم

ہجومِ ظلم میں انسان کی بقا کا علَم
ہر اک صدی میں ہر اک عہد ہر زمانے میں
اُٹھا کے نکلیں گے لاکھوں بشر یہ حق کا نشاں
کسی یزید سے یہ کارواں رُکے گا نہیں
حُسینیت کا یہ پرچم کبھی جھکے گا نہیں
فرات دیکھ علمدارِ کربلا کو دیکھ

+++

فتحِ معصوم

حُرملا ٹوٹ گئی تیری کماں
تیر جو تو نے چلایا، ترے حلقوم میں پیوست ہُوا
مر گیا صفحۂ تاریخ پہ تُو
اور تری لاش کو بو
آج بھی آتی ہے صحرا کی ہوا سے لپٹی
تجھ کو معلوم نہ تھا
حیدرِ کرّار کے گھر کے بچے
صبر و ایثار و وفا میں ہیں پہاڑوں سے بلند

بُزدلی تیری تجھے لے ڈوبی
ایک بچّے کی شجاعت نے تجھے مار دیا
دیکھ زندہ ہے علی اصغرؑ بے شیر اب تک
ہر زمانے میں صداقت کا حوالہ بن کر
ایک معصوم شہادت کا حوالہ بن کر
اُس تبسّم کی چمک کر گئی خیرہ تجھ کو
روشنی جس کی ہے تاریخ کے ایوانوں میں
پھر تجھے کچھ نظر آیا ہی نہیں
اپنے انجام کی ظلمت کے سوا
اب ترے نام کو دُشنام سمجھتا ہے جہاں
تُو ملامت کا نشاں
حُرملا ٹوٹ گئی تیری کماں

+++

آخری سجدہ

ہنگامِ عصر ریگِ تپاں پر نمازِ عشق
ڈوبا لہو میں ہے تنِ خستہ حُسینؑ کا

باطل کی تیرگی نہ اِسے دے سکی شکست
نیزے پہ جگمگاتا ہے چہرہ حُسینؑ کا

اب کیا ڈریں گے ہم کسی ظالم سے دہر میں
جب اختیار کرلیا رستہ حُسینؑ کا

دنیا کے سب خداؤں کا انکار کرگیا
کرب و بلا میں آخری سجدہ حُسینؑ کا

+++

کون آیا ہے

پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہُوئے کون آیا ہے
ناتواں جسم پہ زنجیر کا یہ بارِ گراں
آنکھوں میں شامِ غریباں کا دھواں
پیکرِ رنج والم
ضُعف سے اُٹھتے نہیں، دشتِ صعوبت میں قدم
چہرہ، جیسے ہو کوئی زرد، فسردہ مہتاب
دل ہے اک غم کی کتاب
دیکھ اے چشمِ فلک سیدِ سجّادؑ ہیں یہ

رہبرِ وقت، زمانے کے امامؑ
کاشفِ معنی قرآن، چراغِ تقویٰ
عابد و زاہد و دانائے رُموزِ اسلام
فلکِ آلِ محمدؐ پہ ستارہ تمثال
چہرۂ صبحِ امامت کا جمال
صاحبِ فکر و کمال
عترتِ مصطفویؐ کے مہِ تاباں سجادؑ
خستہ تن، رنج زدہ، چاک گریباں سجادؑ
دشتِ خوں، شام کا بازار، یزیدی دربار
ہر جگہ اہلِ حرم کے ہیں نگہباں سجادؑ
کفر اور شرک کے سناٹے میں
آہنی طوق و سلاسل کی ہے جھنکار ایسے
جیسے اک جنگ کا اعلان ہو باطل کے خلاف
جیسے آزادی کے نغمے پسِ زنداں گونجیں
کربلا خیر کے کرداروں سے پاتی ہے جلا
کربلا حرفِ صداقت کا صلہ
یہ نہ ہوتے جو سرِ کرب و بلا

آج تاریخ کسی اور ڈگر پہ ہوتی
صبرِ سجادؑ نے تاریخ کا رُخ موڑ دیا
صبرِ سجادؑ کہ ہے اک نئی منزل کا پتہ
صبرِ سجادؑ کو دنیا کے اسیروں کا سلام
ہم فقیروں کا سلام
پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے کون آیا ہے
دیکھ اے چشمِ فلک سیدِ سجادؑ ہیں یہ

+++

اسیروں کا قافلہ

بازارِ شام میں ہے اسیروں کا قافلہ
زین العباءؑ کے پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں
حیرت سے تک رہے ہیں کھڑے رہ گزر میں لوگ
بالوں سے مُنھ چُھپاتی ہوئی پاک بیبیاں
زینبؑ کے بازوؤں میں بندھی سخت رسّیاں
سہمی ہوئی سکینہؑ ہے بچّے ڈرے ہوئے
بازارِ شام میں ہے اسیروں کا قافلہ

یہ عترتِ رسولؐ ہے، یہ آلِ مصطفےؐ
اِس سے عظیم کوئی گھرانہ کہیں نہیں
یہ وہ ہیں جو خرید چکے مرضیِ خدا
یہ وہ ہیں جن کے دم سے ہے اسلام سرخرو
بازارِ شام میں ہے اسیروں کا قافلہ

اِس قافلے کے لوگوں نے اسلام کے لئے
اپنے جگر کے ٹکڑوں کو آنکھوں کے سامنے
دیکھا ہے ذبح ہوتے سرِ دشتِ نینوا
حیرت تو یہ ہے غیروں نے اِن کا ادب کیا
اُمت نے مصطفےٰؐ کی سب اِن پر ستم کیے
بازارِ شام میں ہے اسیروں کا قافلہ

یہ قافلہ ہے دین کی حُرمت کا قافلہ
یہ قافلہ حُسینؑ کی عظمت کا قافلہ
یہ قافلہ وفا کے چراغوں کا قافلہ
یہ قافلہ ہے غم کے نظاروں کا قافلہ
ظُلمت کی وادیوں میں ستاروں کا قافلہ
بازارِ شام میں ہے اسیروں کا قافلہ

+++

خطبۂ زینب

زینب کا خطبہ زندہ ہے
منشور یہ آلِ محمدؐ کا
اِسے گردِ وقت چھپا نہ سکی
آواز یہ فکرِ حسینؑ کی ہے
تاریخ کی کالی راتوں میں
یہ لفظ چراغِ تاباں ہیں
یہ لفظ ہمارے محسن ہیں
اِن لفظوں کے تیشوں سے گرے
سب قصرِ ظلم کے کنگورے
سب نشۂ قوت خاک ہوا
سب لشکر و فوج فسانہ ہوئے

پر آج بھی نامِ ابنِ علیؑ
سورج کی طرح رخشندہ ہے
زینبؑ کا خطبہ زندہ ہے
مٹنے نہیں دی اس خطبے نے
قربانی آلِ محمدؐ کی
چہرے پہ یزیدِ فاسق کے
اِس خطبے نے کالک مل دی
اسلام کے باغ میں پھیلی ہے
اک خوشبو خونِ شہیداں کی
اِسی خونِ شہیداں کی رنگت
ہے کھلتے سُرخ گلابوں میں
سب مظلوموں کے خوابوں میں
خورشیدِ سحر کی لالی میں
یہ عہدِ نو کا امکاں ہے
یہ خطبہ مرضیٔ یزداں ہے
یہ وارثِ خونِ شہیداں ہے
یہ ماتمِ شاہِ کرب و بلا

جو ارض و سما میں جاری ہے
زینبؑ نے رکھی بنیاد اس کی
یہ طرزِ سلام گزاری ہے
اِسی جوشِ عزا اِسی گریے سے
ہر دور کے شمر مزاجوں پر
اک خوفِ فنا کا طاری ہے
اربابِ ستم اِس خُطبے کی آواز سے اب بھی ڈرتے ہیں
یہ ایک صدا سچائی کی
ہر عہد میں گونجتی رہتی ہے
یہ خُطبہ روحِ بصیرت ہے
یہ خُطبہ حق کی علامت ہے
یہ خُطبہ دشمنِ ظلمت ہے
ہر لفظ اِس کا تابندہ ہے
زینبؑ کا خُطبہ زندہ ہے

+++

راکبِ دوشِ نبیؐ حسینؑ

راہِ خدا میں درسِ شہادت ہے کربلا
انسان کے شرف کی علامت ہے کربلا
آلِ نبیؐ کی مشعلِ سیرت ہے کربلا
اہلِ ستم کو وجہِ ہزیمت ہے کربلا
رنگِ بہارِ عشق فزوں کربلا سے ہے
باطل کا سر جہاں میں نگوں کربلا سے ہے

تا حشر سرخرو یہ زمیں کربلا سے ہے
تابندہ مہرِ حق کی جبیں کربلا سے ہے
حاصل ہمیں متاعِ یقیں کربلا سے ہے
روشن چراغِ دینِ مُبیں کربلا سے ہے
ظالم کے سر پہ تیغِ عدو ہے یہ کربلا
اسلام کی رگوں میں لہو ہے یہ کربلا

یہ معرکہ ہے خیر کے اور شر کے درمیاں
افواجِ کفر و آلِ پیمبرؐ کے درمیاں
دوزخ نژاد و ساقیٔ کوثر کے درمیاں
تشنہ گلو و تیزیٔ خنجر کے درمیاں
اِس معرکے میں دین کا پیغام بچ گیا
گھر لٹ گیا حُسینؑ کا اسلام بچ گیا

سفاک ظلمتوں کو مٹایا حُسینؑ نے
توحید کا چراغ جلایا حُسینؑ نے
ٹھوکر سے تاجِ کبر گرایا حُسینؑ نے
اُمت کو مصطفیٰؐ کی بچایا حُسینؑ نے
سچائی کے شجر پہ جو سبزہ ہے پھول ہے
یہ سب فقط حُسینؑ کے قدموں کی دھول ہے

دنیا میں حق کا نام ہے زندہ حسینؑ سے
یہ خیر کا نظام ہے زندہ حسینؑ سے
انساں کا احترام ہے زندہ حسینؑ سے
اللہ کا کلام ہے زندہ حسینؑ سے
ظلمت کدوں کو نور دیا ہے حسینؑ نے
جینے کا اک شعور دیا ہے حسینؑ نے

ختم الرسُلؐ کی فکر کا فیضان تھے حسینؑ
سیرت میں عکسِ معنیٔ قرآن تھے حسینؑ
اک زر فشاں منارۂ ایقان تھے حسینؑ
حُریتِ بشر کے نگہبان تھے حسینؑ
ہے کون جو دلوں پہ سدا سروری کرے
کوئی نہیں حسینؑ کی جو ہمسری کرے

مقتل کے راستوں میں تھے ثابت قدم حُسینؑ
نکتہ شناسِ رازِ وجود و عدم حُسینؑ
معمارِ دیں ، محافظِ بیت الحرم حُسینؑ
اللہ کی نگاہ میں بھی محترم حُسینؑ
ایسا نظامِ عدل کا بانی کوئی نہیں
تاریخ میں حُسینؑ کا ثانی کوئی نہیں

حیدرؑ صفات، راکبِ دوشِ نبی حُسینؑ
صبر ورضا کی اک ابدی روشنی حُسینؑ
جاں دادگی میں پیکرِ وارفتگی حُسینؑ
انسانیت کے چہرے کی تابندگی حُسینؑ
ایسی مثال وقت کے اوراق میں نہیں
ایسا شہید اَنفس و آفاق میں نہیں

ایسا جہاں میں صاحبِ ایثار کون ہے
ایسا صداقتوں کا طرفدار کون ہے
ایسا کمالِ صبر کا کردار کون ہے
ایسا عظیم نور کا مینار کون ہے
قرآن کے حروف میں ضو ہے حسینؑ سے
اسلام کے چراغ کی لو ہے حسینؑ سے

ورثہ ہے انبیاء کا صداقت حسینؑ کی
انسان کے ہے دل پہ حکومت حسینؑ کی
رہتی ہے ہر صدی کو ضرورت حسینؑ کی
ہر عہد مانتا ہے فضیلت حسینؑ کی
ہے شرق تابہ غرب یہ اعجاز ہر طرف
گونجے ہے یاحسین کی آواز ہر طرف

خونیں قبا، دریدہ بدن، خستہ جاں حسینؑ
دل پر اُٹھائے صبر کا کوہِ گراں حسینؑ
تیغوں کے بیچ شیوۂ امن و اماں حسینؑ
قندیلِ رہ نمائی آئندگاں حسینؑ
وحیِ خدا کی شرح مفاہیم ہیں حسینؑ
تعبیرِ خوابِ چشمِ براہیمؑ ہیں حسینؑ

گزرے ہیں کتنے رنج کے طوفاں حسینؑ پر
برسے ہزار ظلم کے پیکاں حسینؑ پر
کیسے یہ مرحلے ہوئے آساں حسینؑ پر
چشمِ بشر ہے آج بھی حیراں حسینؑ پر
گلزارِ دیں کے رنگِ خزانی بدل دیے
اپنے عمل سے موت کے معنی بدل دیے

اہلِ ستم کو لرزہ براندام کردیا
پیغامِ امن و عدل و وفا عام کردیا
خود کو اسیرِ حلقۂ آلام کردیا
محفوظ حشر تک مگر اسلام کردیا
اس شان کا ملے گا نہ کوئی فدائے حق
اپنا گلا کٹا کے بچالی صدائے حق

انساں نہیں ہے ہو نہ جسے غم حسینؑ کا
تبلیغِ روحِ دین ہے ماتم حسینؑ کا
ہوگا نہ دل سے عشق کبھی کم حسینؑ کا
کرتے رہیں گے ذکر سدا ہم حسینؑ کا
ذکرِ حسینؑ ردِّ نفاق و دروغ ہے
اقدارِ مصطفےٰؐ کا اِسی سے فروغ ہے

یہ غم وہ غم نہیں جو کرے جاں کو مضمحل
بڑھتا ہے اس سے حوصلۂ خیر مستقل
طاغوتیانِ دہر کو کرتا ہے یہ خجل
یہ غم ہے ایک رازِ تماشائے آب و گِل
بتلاؤ، اور کیا ہے جو پتھر کی سِل نہیں
جو دل غمِ حُسینؑ سے خالی ہو دل نہیں

ہے آج کل زمانے میں وحشت گری کا راج
لیتے ہیں بے گناہوں سے جانوں کا یہ خراج
ہے فکرِ عصرِ نو میں تشدّد کا امتزاج
اک خوف و انتشار میں ہے مبتلا سماج
باطل زدوں سے ربطِ شعوری کی ہے سزا
یہ سب غمِ حسین سے دوری کی ہے سزا

یہ غم دلوں سے دھوتا ہے سب نفرتوں کے داغ
یہ غم ہے لازوال محبت کا اک چراغ
اِس غم میں ہے حقیقتِ کونین کا سُراغ
یہ غم ہے دشتِ روح میں عشقِ خدا کا باغ
آفاق میں کرشمۂ رب ہے غمِ حسینؑ
توقیرِ آدمی کا سبب ہے غمِ حسینؑ

ہر مذہب و عقیدہ و مسلک کے پیرو کار
سب ہی غمِ حسینؑ میں ہوتے ہیں اشکبار
مدحِ حسینؑ ابنِ علیؑ سب کا ہے شعار
سب کے لئے حسینؑ صداقت کا اعتبار
اِس غم میں ایک وسعتِ قلبی کا رنگ ہے
یہ غم تعصبات سے اعلانِ جنگ ہے

تہذیبِ نفس کا ہے وسیلہ غمِ حسینؑ
افکارِ مصطفیٰؐ کا قبیلہ غمِ حسینؑ
ناواقفِ تصوّرِ حیلہ غمِ حسینؑ
مجموعۂ صفاتِ جلیلہ غمِ حسینؑ
نقشِ انائے کج کو مٹادے غمِ حسین
پتھر کے دل کو موم بنادے غمِ حسین

غارت گری و جنگ سے نفرت غمِ حسینؑ
دیتا ہے چشمِ نم کو بصیرت غمِ حسینؑ
سارے معاشروں کی ضرورت غمِ حسینؑ
گنجینۂ بلندیٔ ہمت غمِ حسینؑ
دشتِ ستم میں حق کی صدا ہے غمِ حسینؑ
بیمار روح ہو تو دوا ہے غمِ حسینؑ

اشکِ عزاء سے آتی ہے آنکھوں میں جو چمک
وہ دیکھتی ہے روئے حقیقت کو دور تک
ہر دم غمِ حسینؑ سے دل میں رہے کسک
تا عمر اُن کی یاد میں بھیگی رہے پلک
فردوسِ سرمدی کا نظارہ اِسی سے ہے
ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا اِسی سے ہے

حُسنِ حیات و زینتِ عالم غمِ حسینؑ
خوشنودیٔ رسولِ مکرمؐ غمِ حسینؑ
دنیا میں سرفروشوں کا پرچم غمِ حسینؑ
انسانیت کے زخموں کا مرہم غمِ حسینؑ
اے منکرِ عزا تجھے اِس کی نہیں خبر
پنہاں غمِ حسینؑ میں ہے حرمتِ بشر

عشاقِ شاہِ بطحاؐ کی پہچان ہے یہ غم
جوشِ عمل ہے قوتِ ایمان ہے یہ غم
تیرہ شبی میں صبح کا امکان ہے یہ غم
دنیائے بے ثبات کا عرفان ہے یہ غم
فرشِ عزا پہ ملتی ہے جنت کی روشنی
اس غم میں ہے ضمیرِ عدالت کی روشنی

ہم کو ملا ہے اپنے سلف سے غمِ حسینؑ
یثرب سے کربلا سے نجف سے غمِ حسینؑ
وابستہ دین کے ہے ہدف سے غمِ حسینؑ
انعام ہے خدا کی طرف سے غمِ حسینؑ
جس دل میں ہو یہ غم تو وہ کعبے سے کم نہیں
یہ غم نہ ہو تو زیست خرابے سے کم نہیں

+++

عباسؑ روحِ وفا

اسلام کی حیات ہے عباسؑ باوفا
مجموعۂ صفات ہے عباسؑ باوفا
آوازۂ نجات ہے عباسؑ باوفا
ہاں، رشکِ کائنات ہے عباسؑ باوفا
ہمت ملی، یقین ملا، آگہی ملی
عباسؑ سے وفا کو نئی زندگی ملی

عباسؑ ایک شیر نیستانِ کربلا
عباسؑ اک چراغ شبستانِ کربلا
عباسؑ روحِ فکرِ دبستانِ کربلا
عباسؑ حق نژاد و نگہبانِ کربلا
اک داستانِ عظمتِ دینِ خدا لکھی
عباسؑ نے لہو سے حدیثِ وفا لکھی

عباسؑ راہِ حق میں شہادت کی آرزو
عباسؑ قلبِ وقت سے رِستا ہُوا لہو
عباسؑ نفرتوں میں محبت کی آبرو
عباسؑ دشتِ جبر میں انسانیت کی خو
ایثار آج عام ہے عباسؑ کے سبب
زندہ وفا کا نام ہے عباسؑ کے سبب

جب پڑ رہے تھے پیرہنِ روشنی پہ داغ
جب خاک ہو رہے تھے شرافت کے باغ و راغ
جب دور تک کہیں بھی نہ تھا عدل کا سُراغ
جب ظلمتوں کی زد پہ تھا توحید کا چراغ
مُنھ زور آندھیوں کا تکبّر مِٹا دیا
عباسؑ نے چراغِ وفا جگمگا دیا

عباسؑ سا نہیں ہے زمانے میں سرفروش
اُڑتے ہیں جس کے نام سے اہلِ جفا کے ہوش
جس کی شجاعتوں میں ہے خیبر شکن کا جوش
تحسین جس کی کرتے ہیں افلاک پر سروش
جُھکنے نہیں دیا علَمِ حق صفات کو
ایسا جری ملا نہ کوئی کائنات کو

بچپن سے حرزِ جاں تھی عقیدت حُسینؑ کی
سب سے بڑا اثاثہ تھی اُلفت حُسینؑ کی
وہ جس کی زندگی تھی امانت حُسینؑ کی
کس دل میں ہوگی ایسی محبت حُسینؑ کی
یہ طرزِ مُرتضائی کسی کو نہیں ملا
دنیا میں ایسا بھائی کسی کو نہیں ملا

اُمّ البنینؑ کے یہ چمن کا گلاب ہے
یہ وہ ہے جو محافظِ اُمّ الکتاب ہے
سر تا قدم یہ حوصلۂ بوترابؑ ہے
عباسؑ لازوال شجاعت کا باب ہے
جب اُڑ رہی تھی شرک کی سارے جہاں میں دھول
عباسؑ نے کھلائے لہو سے وفا کے پھول

ایسا نقیبِ حرفِ صداقت کوئی نہیں
ایسی نئی سحر کی بشارت کوئی نہیں
ایسی بہادری کی علامت کوئی نہیں
عباسؑ جیسا مردِ شجاعت کوئی نہیں
تاجِ غرورِ کفر زمیں پہ گرا دیا
باطل کا خوف دل سے ہمارے مٹا دیا

عباسؑ روشنی ہے وفا ہے جمال ہے
عباسؑ حوصلہ ہے، یقیں ہے، جلال ہے
ماہِ تمام حُسن ہے، حیدرؑ خصال ہے
عباس رفعتِ بشری کا کمال ہے
گو حق کے تذکرے میں ضروری ہے کربلا
عباسؑ کے بغیر ادھوری ہے کربلا

عباسؑ رنج و درد کا مظلومیت کا نام
عباسؑ کارِ عشق کی مصروفیت کا نام
عباسؑ ہے حُسینؑ کی محبوبیت کا نام
عباسؑ شہرِ مکر میں معصومیت کا نام
عباسؑ سے رسولؐ کا ہے نام سر بلند
عباسؑ کی وفا سے ہے اسلام سربلند

دیدہ ورو ، یہ رفعتِ کردار دیکھنا
دینِ محمدیؐ کا طرفدار دیکھنا
جنّت کی سلطنت کا خریدار دیکھنا
دشتِ ستم میں حق کا علمدارؑ دیکھنا
عباسؑ کی وفا سے رُخِ کفر ماند ہے
کہتے ہیں سچ کہ یہ بنی ہاشم کا چاند ہے

عباسؑ ایک مشعلِ روشن اُصول کی
مانی نہ جس نے بات ظلوم وجہول کی
عباسؑ باز گشت صدائے رسولؐ کی
وہ جس نے موت زیست کے بدلے قبول کی
عباسؑ ایک ایسا مشیّت کا راز ہے
اللہ کو بھی جس کی شہادت پہ ناز ہے

عباسؑ نورِ دیدۂ بیدارِ ہاشمی
عباسؑ ایک مظہرِ اقدارِ ہاشمی
عباسؑ اک کرشمۂ کردارِ ہاشمی
ہوگا نہ کوئی ایسا علمدارِ ہاشمی
آئینہ، کربلا میں خدا کی رضا کا ہے
عباسؑ ایک مہرِ منوّر وفا کا ہے

عباسؑ اپنی ذات میں ہے کاروانِ حق
عباسؑ جیسا کوئی نہیں پاسبانِ حق
عباسؑ کا علَم ہے ابد تک نشانِ حق
لرزیدہ اِس کو دیکھ کے ہیں دشمنانِ حق
شیرِ خدا کا شیر کوئی دُوسرا نہیں
عباسؑ سا دلیر کوئی دُوسرا نہیں

عباسؑ باغِ عشق کا ہے اک شجر بلند
عباسؑ جاں نثاروں میں ہے سب سے سربلند
عباسؑ سے ہے حرفِ وفا کا اثر بلند
عباسؑ سے ہے چشمِ خدا میں بشر بلند
عباسؑ وہ قمر ہے جو رشکِ بُروج ہے
عباسؑ فکرِ مُرتضویؑ عروج ہے

عباسؑ نے اُمید کو مرنے نہیں دیا
غازہ رُخِ وفا سے اُترنے نہیں دیا
باطل کو پستیوں سے اُبھرنے نہیں دیا
اسلام کے چمن کو بکھرنے نہیں دیا
وہ عزم آہنی تھا کہ تاریخ دنگ ہے
عباسؑ سے وفا کے فسانے میں رنگ ہے

وہ بطلِ علقمہ وہ امامت کا راز دان
مظلومیت میں جس کی تھی فتحِ مُبیں کی شان
جس کا علَم سفینۂ حق کا تھا بادبان
انسانیت کی دائمی قدروں کا ترجُمان
غیض وغضب کی تہہ میں بھی اندازِ امن ہے
عباسؑ شورِ جنگ میں آوازِ امن ہے

اسلام کا وقار ہے عباسؑ کے سبب
قرآں کا اعتبار ہے عباسؑ کے سبب
توحید کا شِعار ہے عباسؑ کے سبب
حق ہم پہ آشکار ہے عباسؑ کے سبب
راہِ وفا میں ذوقِ شہادت ہمیں دیا
عباسؑ نے شعورِ صداقت ہمیں دیا

وہ جس نے فصلِ کفر کو برباد کردیا
وہ جس نے قتلِ لشکرِ بیداد کردیا
وہ جس نے اہلِ شرک کو ناشاد کردیا
وہ جس نے تازہ حوصلہ ایجاد کردیا
وہ حیدری نہیں کوئی عباسؑ کے سوا
ایسا جری نہیں کوئی عباسؑ کے سوا

حق پر یقینِ عام یہ عباسؑ نے دیا
مظلوم کو مقام یہ عباسؑ نے دیا
قرآں کو احترام یہ عباسؑ نے دیا
اسلام کو دوام یہ عباسؑ نے دیا
عباسؑ سے حکایتِ آلام زندہ ہے
عباسؑ سے حسینؑ کا پیغام زندہ ہے

عباسؑ مرگِ ظلم کی روشن دلیل ہے
عباسؑ جراتوں کی رواں سلسبیل ہے
عباسؑ فکرِ آلِ عباؑ کا وکیل ہے
عباسؑ کے لئے بھی دُعائے خلیلؑ ہے
عباسؑ سے وفا کے چمن میں بہار ہے
عباسؑ ایک معجزۂ کردگار ہے

عباسؑ سے تھی شانِ وفا کربلا کے بیچ
زورِ مُلوکیت نہ چلا کربلا کے بیچ
اسلام پر جو وقت پڑا کربلا کے بیچ
کام آئے صرف آلِ عباؑ کربلا کے بیچ
گھر بار جان و مال لُٹانے کا فیض ہے
اسلام مصطفےٰؐ کے گھرانے کا فیض ہے

+++

نوحے

نوحہ

پاؤں میں پڑی بیڑیاں اور ہاتھوں میں زنجیر
بیمار بدن آفت و آلام کی تصویر
جلتے ہوئے خیموں نے کیا اور بھی دل گیر
وہ صبر کہ آئی نہ لبوں پر کوئی فریاد
اے سیّد سجادؑ

در خیمے کا تکتے تھے بڑی آس سے بچے
رو پڑتے تھے تکلیف کے احساس سے بچے
معصوم بلکتے ہی رہے پیاس سے بچے
صد حیف کہ آئی نہ کہیں سے کوئی امداد
اے سیّد سجادؑ

اے میرے امامؑ ایسا نہ ہوگا کوئی مظلوم
بس جس کے لئے بے بسی و رنج ہو مقسوم
کیا چیز خوشی ہوتی ہے تجھ کو نہیں معلوم
تا عمر تجھے رہنا ہے افسردہ و ناشاد
اے سیّد سجادؑ

سب قتل ہوئے سامنے آنکھوں کے صد افسوس
لاشوں پہ نشاں گھوڑوں کی ٹاپوں کے صد افسوس
اب زخم نہ بھر پائیں گے یادوں کے صد افسوس
خوں تجھ کو رُلائے گی جب آئے گی کوئی یاد
اے سیّد سجادؑ

جاتے نہیں نظروں سے قیامت کے وہ منظر
وہ عونؑ و محمدؑ وہ جواں مرگ علی اکبرؑ
پیوستِ گلو تیرِ ستم، لاشۂ اصغرؑ
پردیس میں زہراؑ کا چمن ہوگیا برباد
اے سیّد سجادؑ

زنداں کا اندھیرا ہے مصائب کا دفینہ
گرداب میں ہے آلِ محمدؐ کا سفینہ
بابا کے لئے روتی ہے مجبور سکینہؑ
کیا جانیے کب ختم ہو یہ ظلم کی معیاد
اے سیّدِ سجادؑ

جب حاکمِ فاسق نے اسیروں کو بُلایا
وہ مُرتضویؑ حوصلہ زینبؑ نے دکھایا
دربارِ یزیدی کی فصیلوں کو ہلایا
خطبہ تھا کہ اک بحرِ فصاحت تھا خداداد
اے سیّدِ سجادؑ

جسموں سے شہیدوں کے وہ سر چھین رہے ہیں
زینبؑ کی ردا پیکرِ شر، چھین رہے ہیں
کانوں سے سکینہؑ کے گہر چھین رہے ہیں
حیدرؑ کے گھرانے پہ عجب پڑ گئی اُفتاد
اے سیّدِ سجادؑ

چارہ گرِ اندوہِ جفا کوئی نہیں ہے
بازار ہے اور سر پہ ردا کوئی نہیں ہے
اِن بیبیوں کا تیرے سوا کوئی نہیں ہے
ہے تیرے سپُرد آج تری حرمتِ اجداد
اے سیّدِ سجادؑ

+++

نوحہ

اے قافلہ سالارِ حرم ، عابدِ بیمارؑ
یہ ضعف یہ زنجیرِ قدم ، عابدِ بیمار

دیکھے ہیں وہ منظر کہ لہو ہو گئیں آنکھیں
اک جان ہے اور اتنے ستم ، عابدِ بیمارؑ

بے یار و مددگار ہے احمدؐ کا گھرانہ
پردیس ہے اور دشتِ ستم ، عابدِ بیمارؑ

تا عمر کبھی آتشِ غم بجھ نہیں سکتی
جلتے ہوئے خیموں کی قسم ، عابدِ بیمارؑ

گالوں پہ سکینہؑ کے طمانچوں کے نشاں ہیں
اِس عمر میں یہ رنج و الم ، عابدِ بیمارؑ

سب چھن گئیں ناموسِ محمدؐ کی ردائیں
بے پردہ ہوئے اہلِ حرم ، عابدِ بیمارؑ

آسان نہیں بارِ مصائب کو اُٹھانا
صدموں سے کمر ہوگئی خم ، عابدِ بیمار

عباسؑ ہیں، قاسمؑ ہیں، نہ اب عونؑ و محمدؑ
بچھڑے ہوئے کب ہوں گے بہم، عابدِ بیمارؑ

رو پڑتے تھے جب دیکھتے تھے آنکھ اُٹھا کر
نیزے پہ سرِ شاہِ اُممؑ ، عابدِ بیمارؑ

زینبؑ نے کہا آج قیامت کی گھڑی ہے
یہ شام کا بازار یہ ہم ، عابدِ بیمارؑ

زنداں میں سکینہؑ کی کہیں جان نہ لے لے
بابا کی جدائی کا یہ غم ، عابدِ بیمارؑ

یاد آتا ہے اک شاہِ وفا دست بُریدہ
جب دیکھتے ہیں مشک و علم ، عابدِ بیمارؑ

اس حوصلے کی داد علیؑ حشر میں دیں گے
جو تُم نے اُٹھائے ہیں ستم ،عابدِ بیمارؑ

دربار میں زینبؑ کی صدا گونج رہی ہے
لو مِٹ گیا باطل کا بھرم ، عابدِ بیمار

کل تیری قیادت میں چلے گا یہ زمانہ
اے قافلہ سالارِ حرم ، عابدِ بیمارؑ

اک تم ہی نہیں گریہ کُناں کرب و بلا پہ
تاریخ کی آنکھیں بھی ہیں نم ، عابدِ بیمارؑ

کس طرح فراستؔ لکھے احوال تمھارا
لکھتے ہوئے روتا ہے قلم ، عابدِ بیمارؑ

+++

نوحہ

غمِ شاہؑ میں علقمہ رو رہی ہے
صداقت ہے زخمی ، وفا رو رہی ہے
عرب کی فسردہ ہوا رو رہی ہے
سکینہؑ سرِ کربلا رو رہی ہے

محمدؐ کے گھر کی فضا رو رہی ہے
سُنو ، عترتِ مصطفےٰؐ رو رہی ہے
یہ مظلوم ہے بے خطا رو رہی ہے
سکینہؑ سرِ کربلا رو رہی ہے

نہیں کوئی ہمدرد فوجِ ستم میں
بہت دل شکستہ ہے بابا کے غم میں
ہے لاچار و بے آسرا رو رہی ہے
سکینہ سرِ کربلا رو رہی ہے

یہ شامِ غریباں کے سفاک سائے
نہیں کوئی جو رحم بچی پہ کھائے
وہ لے لے کے نامِ خدا رو رہی ہے
سکینہ سرِ کربلا رو رہی ہے

جو نیزوں پہ سر اپنے پیاروں کے دیکھے
جو دستے یزیدی سواروں کے دیکھے
سسکتی ہوئی بے نوا رو رہی
سکینہ سرِ کربلا رو رہی ہے

جلے خیمے ہیں اور لاشے پڑے ہیں
ستم گار نیزے اُٹھائے کھڑے ہیں
مِیانِ حصارِ جفا رو رہی ہے
سکینہؑ سرِ کربلا رو رہی ہے

گُہر چھیننے سے ہوئے کان زخمی
دُکھوں کی اذیّت سے ہے جان زخمی
ہے مایوس بے انتہا رو رہی ہے
سکینہؑ سرِ کربلا رو رہی ہے

جلا کُرتا ہے اور آزُردہ ہے دِل
جُدائی میں بابا کی جینا ہے مُشکل
مصائب میں ہے مُبتلا رو رہی ہے
سکینہؑ سرِ کربلا رو رہی ہے

+++

زمین چیخ اُٹھی، آسماں لرزنے لگا
ہجومِ غیر میں جب بے ردا گئی زینبؑ

اندھیرے زنداں میں بابا کو یاد کرتے ہوئے
سکینہؑ روکے تجھے بھی رُلا گئی زینبؑ

حجابِ دین میں اب کفر چھپ نہ پائے گا
نقابِ چہرۂ باطل اُٹھا گئی زینبؑ

نہیں مجال کہ اب سر اُٹھائے شرک کی رات
چراغِ فکرِ شہیداں جلا گئی زینبؑ

اُسی نے ہم کو بتایا کہ روحِ غم کیا ہے
ہمیں سلیقۂ ماتم سکھا گئی زینبؑ

خطابِ حق سے فراست اُلٹ دیا دربار
یزیدیت کا تکبّر مٹا گئی زینبؑ

+++

نوحہ

ہاتھوں میں شہؑ کے لاشہ اصغرؑ ہے ہائے ہائے
اک کوہِ غم ربابؑ کے دل پر ہے ہائے ہائے

گہوارہ خالی دیکھ کے روتی ہیں بیبیاں
ہر آنکھ آنسوؤں کا سمندر ہے ہائے ہائے

بے پردگی ہے اور بندھے ہیں رسن سے ہاتھ
یہ کاروانِ آلِ پیمبرؐ ہے ہائے ہائے

بالوں سے منہ چھپاتی ہے بازارِ شام میں
زینبؑ شکستہ دل ہے کھلے سر ہے ہائے ہائے

خیمے جلے سروں سے ردائیں بھی چھن گئیں
طوفاں کی زد میں فاطمہؑ کا گھر ہے ہائے ہائے

جس پر رسولِ پاکؐ کے بوسوں کے ہیں نشاں
آج اُس گلے پہ شمر کا خنجر ہے ہائے ہائے

عباسؑ کے کٹے ہوئے بازو ہیں ریت پر
کیسا سرِ فُرات یہ منظر ہے ہائے ہائے

ہمشکلِ مصطفےٰؐ پہ نہ کھایا کسی نے رحم
برچھی سے چاک سینۂ اکبرؑ ہے ہائے ہائے

دولہا کے ہاتھ خون کی مہندی سے ہیں رنگے
ڈوبا لہو میں قاسمِ دلبرؑ ہے ہائے ہائے

بے آسرا سکینہؑ ہے مقتل کے درمیاں
چاروں طرف یزید کا لشکر ہے ہائے ہائے

گھر لُٹ چکا ہے طفل و جواں قتل ہو چکے
کیسی گھڑی یہ آلِ عباؑ پر ہے ہائے ہائے

مظلومِ کربلاؑ کو بُھلانا مُحال ہے
تا عمر دل میں اب غمِ سرورؑ ہے ہائے ہائے

+++

نوحہ

اے شہِ کرب و بلا ، اے شہِ کرب و بلا
آ کے مقابل ترے ہار گئی ہے قضا
تیری شہادت نے کی نخوتِ باطل فنا
خواب براہیمؑ کا تجھ سے ہی پورا ہوا
بچ گئی آوازِ حق کٹ گیا تیرا گلا
گونج رہی ہر طرف آج بھی تیری صدا
اے شہِ کرب و بلاؑ ، اے شہِ کرب و بلاؑ

کیسی تباہی ہوئی کیسا بھرا گھر لٹا
اہلِ حرم تشنہ لب بہتی رہی علقمہ
پارۂ دل ہوگئے کشتۂ تیغِ جفا
غم سے خمیدہ کمر خون میں ڈوبی قبا
صبر کو تیرے سلام تجھ سے ہے دینِ خدا
مشعلِ راہِ امم اب بھی ترا نقشِ پا
اے شہِ کرب و بلاؑ ، اے شہِ کرب و بلاؑ

ڈوب گئی رنج میں دشتِ ستم کی فضا
چیخ اٹھی درد سے خاک اڑاتی ہوا
پھول سی اک جان پر رحم نہ آیا ذرا
اصغرؑ بے شیر کے تیر گلے پر چلا
صبر کی رفعت ہے یہ ظلم کی ہے انتہا
ایک تبسم فقط جیت گیا معرکہ
اے شہِ کرب و بلاؑ ، اے شہِ کرب و بلاؑ

جب جری عباسؑ کے ہوگئے بازو قلم
چہرہ سکینہؑ کا تھا آنکھوں میں ہردم بہم
پورا نہ وعدہ ہوا تھا یہی غازیؑ کو غم
روپڑی نہرِ فرات دیکھ کے اتنے ستم
ظلم کی آندھی سے بھی جھک نہیں پایا علَم
وہ قمرِ ہاشمیؑ مشعلِ راہِ وفا
اے شہِ کرب و بلاؑ ، اے شہِ کرب و بلاؑ

آلِ محمدؐ میں ہے کیسی شہادت کی خو
ایک اکیلا امام فوجِ عدو چار سو
تیروں سے چھلنی بدن زخموں سے بہتا لہو
کردیا توحید کو حشر تلک سُرخرو
تپتی ہوئی ریت پر سجدہ تشنہ گلو
دے گیا اسلام کو ایک نیا حوصلہ
اے شہِ کرب و بلاؑ ، اے شہِ کرب و بلاؑ

نیزوں پہ سر ہیں سجے عترتِ اطہارؑ کے
پاؤں میں ہیں بیڑیاں عابدِ بیمارؑ کے
شانوں پہ گردن پہ زخم طوقِ گراں بار کے
راستے زیرِ قدم شام کے بازار کے
اشک نہیں تھم رہے قافلہ سالار کے
ہائے یہ بے پردگی اہلِ حرم بے ردا
اے شہِ کرب و بلاؑ ، اے شہِ کرب و بلاؑ

ظلم کے دربار میں خطبۂ بنتِ بتولؑ
دانشِ حیدرؑ کا عکس شوکتِ حرفِ رسولؐ
آنکھوں میں عزم و یقیں سر پہ جمی غم کی دھول
ثانئ زہراؑ کے لفظ حق کے سنہرے اصول
صبحِ شجاعت کے رنگ باغِ صداقت کے پھول
وارثِ فکرِ علیؑ زینبؑ شعلہ نوا
اے شہِ کرب و بلاؑ، اے شہِ کرب و بلاؑ

+++

نوحہ

سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

شبِ ستم ہے اندھیرے بہت ڈراتے ہیں
کچھ اشکِ غم ہیں جو پلکوں پہ جھلملاتے ہیں
حُسینؑ اور کبھی عباسؑ یاد آتے ہیں
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

یہ خانوادۂ ختم الرسُلؐ کی شہزادی
ہوئی ہے قید کہ اسلام پائے آزادی
قدم قدم پہ ملی اس کو کیسی بربادی
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

یہ کم سنی یہ مصائب کا بوجھ، یہ شبِ غم
دلِ شکستہ میں عمو کی یاد ہے پیہم
اُداس چہرہ ہے، پلکیں ہیں آنسوؤں سے نم
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

شہید ہوگئے عباسؑ اور علی اصغرؑ
وہ گرم ریت وہ لاشوں کو روندتے لشکر
بسے ہیں آنکھوں میں کرب و بلا کے سب منظر
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

نہ بولتی ہے نہ گھٹنوں سے سر اُٹھاتی ہے
خموش بیٹھی ہوئی اشکِ غم بہاتی ہے
یہ وقت وہ ہے کہ تاریخ مُنھ چُھپاتی ہے
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

اک امتحان تھا کوفے سے شام کا وہ سفر
کہ نوکِ نیزہ پہ ہمراہ تھا حُسینؑ کا سر
بس اب تو یاد ہے بابا کی اور دیدۂ تر
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

خزاں کی زد پہ ہے زہرہؑ کا باغ افسردہ
چچا کے غم میں ہے دل اور دماغ افسردہ
ہے قید خانے کا مدّھم چراغ افسردہ
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

کسی کو خفگیِ خیرالوراؐ کا خوف نہیں
سزا کا خوف نہیں ہے، قضا کا خوف نہیں
یزیدیوں کو ذرا بھی خدا کا خوف نہیں
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

نہیں گزرتا ہے اک پل بغیر روئے ہوئے
نہ اب ملیں گے مدینے کے دن وہ کھوئے ہوئے
ہیں حاکمانِ ستم کے ضمیر سوئے ہوئے
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

ہیں اشکبار، گریبان چاک ہیں لمحے
یہاں تو دشتِ مصیبت کی خاک ہیں لمحے
خدا گواہ بڑے کربناک ہیں لمحے
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

کوئی علیؑ کے گھرانے کا حوصلہ دیکھو
نشاں طمانچوں کے، کُرتا جلا ہوا دیکھو
مگر خدا سے نہیں ہے کوئی گلہ دیکھو
سکینہؑ شام کے زنداں میں بے سہارا ہے

+++

نوحہ

کتنا غم کتنی سچائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے
روحِ صداقت کی رعنائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

قتلِ حسینؑ کا خونی منظر آنکھوں سے جاتا ہی نہیں
اپنے بھائی کا دردِ جدائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

ڈوب گیا دربارِ یزیدی رسوائی کے دریا میں
وہ اندازِ ہوش رُبائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

شام کے زنداں کا سناٹا بس گیا لفظو ں کے اندر
دل کٹ جائے وہ تنہائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

غم کا پہاڑ رکھا ہے دل پر اور آنکھوں میں اشک نہیں
صبرِ حُسینؑ کی جلوہ نمائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

ایسی صدا جو جا کر چھو لے صورتِ حق کے جوہر کو
چشمِ حقیقت کی بینائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

جس کے کرشموں سے کھلتے ہیں دین و دنیا کے عقدے
فکرِ علیؑ کی وہ گہرائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

ٹوٹ گئیں باطل کی فصلیں، کفر کا چہرہ اُتر گیا
میرے خدا کیسی یہ دُہائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

شام کے بازاروں میں آنا آلِ رسولؐ کا بے چادر
چھپی ہوئی اک نوحہ سرائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

بھیگ گئیں سجّاد کی پلکیں ذکرِ شامِ غریباں سے
کیسا کارِ زخم کشائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

کل یہی دُکھ کے سائے بنیں گے رسمِ عزاداری کی اساس
رنج کی ایک گھٹا سی چھائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

کل اِسی نور سے روشن ہوں گے سچ کے چراغ زمانے میں
روشنیٔ علم و دانائی ، زینبؑ کی آواز میں ہے

+++

نوحہ

مشک لے کر گئے پانی نہیں لائے عباسؑ
چھن گئی چادرِ زینبؑ نہیں آئے عباسؑ

خالی کوزے لئے بیٹھے ہیں فسردہ بچے
اب نہیں کوئی کہ پیاس اِن کی بجھائے عباسؑ

تیر جب آکے لگا مشک پہ دل ٹوٹ گیا
کون اِس رنج کو سمجھے گا سوائے عباسؑ

منتظر خیمے کے در پر ہے سکینہؑ کب سے
ہوگئی شام پلٹ کر نہیں آئے عباسؑ

آ کے اے بھائی سنبھالو، میں گرا گھوڑے سے
درد میں ڈوبی ہوئی آئی صدائے عباسؑ

تیروں کے، نیزوں کے، تلواروں کے ہیں جسم پہ زخم
خون میں تر ہوئی جاتی ہے قبائے عباسؑ

کٹ گئے ہاتھ تو چمٹا لیا سینے سے علَم
ہے یہ تاریخِ شجاعت میں ادائے عباسؑ

کانپتے ہاتھ، خمیدہ ہے کمر، دل زخمی
کیسے بھائی ترے لاشے کو اُٹھائے عباسؑ

آ گئی یاد بھتیجی کی تو پانی نہ پیا
علقمہ دیکھ کے حیراں ہے وفائے عباسؑ

آج بھی اشک بہاتی ہے ترے غم میں فرات
بہتے پانی سے صدا آتی ہے ہائے عباسؑ

اے عزادار، انہیں کم نہ سمجھ زم زم سے
تیری آنکھوں میں جو آنسو ہیں برائے عباسؑ

کون ہے جس کو نہیں چاہیے خیراتِ وفا
ساری دنیا نظر آتی ہے گدائے عباسؑ

+++

نوحہ

ہے قتلِ شاہؑ پہ اہلِ حرم میں شورِ فغاں
رُخِ سکینہؑ پہ اب تک طمانچوں کے ہیں نشاں
بصد شکستہ دلی دیکھ کر یہ غم کا سماں
فرات گریہ کناں ہے ، فرات گریہ کناں

حسینؑ سجدے میں خنجر سے ذبح ہو رہے ہیں
زمین و آسماں اس سانحے پہ رو رہے ہیں
چمن میں فاطمہؑ زہرا کے آ گئی ہے خزاں
فرات گریہ کناں ہے ، فرات گریہ کناں

کمانِ ظلم سے اک تیرِ آہنی جو چلا
گلوئے اصغرِ بے شیر خوں میں ڈوب گیا
زمیں لرز گئی ، افلاک ہوگئے حیراں
فرات گریہ کناں ہے ، فرات گریہ کناں

ہے رنگِ نقشِ بقا ، غازیؑ جریؑ کا لہو
گرے نہ مشک و علَم ہوگئے جدا بازو
ستم کے دشت میں اک باوفا کا خوں ہے رواں
فرات گریہ کناں ہے ، فرات گریہ کناں

وہ لالہ فام وہ جنت کے پھول کا ہم شکل
شہید ہونے کو آیا رسولؐ کا ہم شکل
سکوتِ کفر میں اکبرؑ کی گونجتی ہے اذاں
فرات گریہ کناں ہے ، فرات گریہ کناں

رسولِ پاکؐ کی اولاد تشنہ لب افسوس
گھرے ہیں نرغۂ اعدا میں سب کے سب افسوس
کہیں نہیں ہے، کہیں بھی نہیں ہے جائے اماں
فرات گریہ کناں ہے ، فرات گریہ کناں

فضا میں پھیل گئی تیرگیٔ شامِ الم
سروں سے چھین رہے ہیں ردائیں اہلِ ستم
لگی ہے خیموں میں آگ اور اٹھ رہا ہے دھواں
فرات گریہ کناں ہے، فرات گریہ کناں

اُجاڑ بن میں نجانے کدھر گئے بچے
کچل کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے مرگئے بچے
اندھیری رات میں زینبؑ کرے تلاش کہاں
فرات گریہ کناں ہے، فرات گریہ کناں

پڑی ہے پاؤں میں عابدؑ کے آہنی زنجیر
امامِ وقتؑ کا چہرہ ہے درد کی تصویر
نحیف و زار بدن اور گلے میں طوق گراں
فرات گریہ کناں ہے، فرات گریہ کناں

+++

سلام

سلام

جو سینے میں دل رکھتے ہیں پتھر نہیں رکھتے
اِس غم کے سوا چشم کبھی تر نہیں رکھتے

پیاسوں نے ہی سیراب کیا کشتِ وفا کو
دریا بھی سخاوت کے یہ تیور نہیں رکھتے

کونین میں جو رازِ شہادت کے امیں ہیں
وہ کفر کی تیغوں کا کوئی ڈر نہیں رکھتے

اصغرؑ کے تبسم سے بھلا پائیں نگاہیں
ہمت ابھی اتنی بھی ستم گر نہیں رکھتے

بازو جو بُریدہ ہیں وہی حق کے علَم ہیں
ادراک یہ کفار کے لشکر نہیں رکھتے

بُرّ تیرے لئے تحفۂ جنت ہے یقینی
احسان کوئی آلِ پیمبرؐ نہیں رکھتے

یہ راز ہمیں خطبۂ زینبؑ نے بتایا
باطل کو کبھی حق کے برابر نہیں رکھتے

ہم کو غمِ شبیرؑ میں یہ اشک بہت ہیں
ہم خواہشِ لعل و زر و گوہر نہیں رکھتے

اسلام کے ناموس پہ آجائے اگر حرف
فرزندِ علیؑ دوش پہ پھر سر نہیں رکھتے

+++

سلام

ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کا یہ پیام
زندگی فانی شہادت کو دوام

جان دیتے ہیں جو حق کی راہ میں
حشر تک رہتا ہے باقی اُن کا نام

وہ جو ہوتے ہیں صداقت کے سفیر
موت کے صحرا میں کرتے ہیں قیام

جگمگاتا ہے شہیدوں کا لہو
جادۂ اسلام پہ ہر ایک گام

دیکھ اے نوعِ بشر شبیرؑ نے
اوج پر پہنچا دیا تیرا مقام

لاالٰہ کے عکس اِس میں جلوہ گر
حق کا آئینہ ہے کردارِ امامؑ

دے گئی انسانیت کو صبحِ نو
خون میں ڈوبی ہوئی تاریک شام

چہرہ اسلام کی ہیں روشنی
ظلم کے صحرا میں یہ جلتے خیام

سربلندی دے گیا اسلام کو
ایک سجدہ زیرِ تیغِ بے نیام

دین کو اک روحِ تازہ بخش دی
کربلا تیرے شہیدوں کو سلام

+++

سلام

جو رسن بستہ پھرائے گئے بازاروں میں
ہاں وہی لوگ ہیں اسلام کے معماروں میں

جان دے دی نہ کیا بیعتِ فاسق کو قبول
ایسی عظمت کہیں دیکھی نہیں کرداروں میں

کربلا ہی تو کسوٹی ہے حق و باطل کی
عہدِ حاضر کے بدلتے ہوئے معیاروں میں

کربلا آئینہ خانہ ترے کردار کا ہے
عکسِ رُخ دیکھ چمکتی ہوئی تلواروں میں

جس نے اُمّت کو نیا جوش، نئی طاقت دی
ایسا بیمار نہ دیکھا کوئی بیماروں میں

صبحِ آزادیٔ انساں کے ہیں نغمے پنہاں
پائے عابدؑ تری زنجیر کی جھنکاروں میں

خطبۂ زینبِ کبریٰؑ سرِ دربارِ یزید
آج بھی فکرِ حُسینیؑ کے ہے شہکاروں میں

ظالموں کو نہیں معلوم کہ افکارِ بلند
قید ہوتے نہیں زندان کی دیواروں میں

کوئی مذہب کوئی ملّت ہو سبھی کے ہیں حُسینؑ
کون ہے جو نہیں مولا کے پرستاروں میں

گوہرِ اشکِ عزاء جمع ہوئے ہیں جب سے
ہم بھی شامل ہوئے جنّت کے خریداروں میں

کربلا درسِ شجاعت ہے انہیں شام و سحر
موت کا خوف کہاں شہؑ کے عزاداروں میں

یاد وہ اسوۂ شبیرؑ ، فراست رکھنا
ہو اگر خونِ شہیداں کے وفاداروں میں

+++

سلام

جلتے ہوئے خیام ہیں، نوحہ کناں ہے کربلا
رنج و الم ہے کربلا، آہ و فغاں ہے کربلا

خون میں ڈوبے خستہ جاں، اصغرؑ و قاسمِ جواں
تیر و کماں ہے کربلا، تیغ و سِناں ہے کربلا

نوعِ بشر کو آج بھی کھینچ رہی ہے اپنی سمت
دشتِ سکوتِ کفر میں حرفِ اذاں ہے کربلا

فوجِ ستم بکھر گئی، فکرِ یزید مر گئی
باطلِ خود پسند کا بابِ زیاں ہے کربلا

تو بھی خلافِ ظلم ہے، میں بھی خلافِ ظلم ہوں
تیری زباں ہے کربلا، میری زباں ہے کربلا

حافظِ دینِ مصطفیٰؐ سجدۂ آخرِ حُسینؑ
مہرِ یقیں ہے کربلا، ردِّ گُماں ہے کربلا

ریگِ تپاں پہ بہہ گیا آلِ رسولؐ کا لہو
زخم بہ دل ہے کربلا، درد بہ جاں ہے کربلا

اس کا وجود لازماں، اس کا سفر ہے بیکراں
دیکھ فُراتِ عشق کی موجِ رواں ہے کربلا

کھلتے نہیں ہر ایک پر عشق کی آگہی کے در
چشم ہو جس کی حق نگر اُس پہ عیاں ہے کربلا

ارض و سما میں آج بھی فکرِ حُسینؑ کی ہے گونج
آج بھی فرقِ کُفر پر ضربِ گراں ہے کربلا

بادِ خزاں ہے کربلا نخلِ ستم کے واسطے
نخلِ ستم کے واسطے بادِ خزاں ہے کربلا

دشتِ ستم کے تشنگاں، لکھ گئے کیسی داستاں
لوحِ جہاں پہ تاابد سچ کا نشاں ہے کربلا

کل کی طرح سے آج بھی زندہ ہے موقفِ حُسینؑ
آج بھی عصرِ عشق میں خون فشاں ہے کربلا

عترتِ مصطفےٰؐ سے ہے دینِ مبین کو فروغ
کلمۂ لاالٰہ کی روح و رواں ہے کربلا

+++

سلام

کردیا تو نے حرفِ حق، دہر میں عام کربلا
زندہ رہے گا تاابد تیرا پیام کربلا

آج بھی ہے متاعِ جاں اُن کی ہی روشنی فکر
شامِ ستم میں جل گئے جن کے خیام کربلا

وحدہٗ لاشریک کا رمز ہے تجھ سے آشکار
توڑدیا ہے شرک کا تو نے نظام کربلا

کلمۂ لا الٰہ کو اپنے لہو سے لکھ دیا
تیغوں کے بیچ دیکھ تو شانِ امامؑ کربلا

تیری زمیں میں دفن ہیں ختم الرسلؐ کے دل کے پھول
مِٹ نہ سکے گا حشر تک اب ترا نام کربلا

کل اِسی ابدِ شام سے اُبھرے گی اک نئی سحر
کیا ہے جو آج آگئی درد کی شام کربلا

ریگِ تپاں پہ تھا کبھی بازو بُریدہ اک جری
تو نے وہ کھودیا کہاں ماہِ تمام کربلا

تیرے سبب سے ہے رواں آج بھی سچ کا کارواں
تو ہے نشانِ راہِ حق، تجھ پہ سلام کربلا

دینِ مبیں ہے سُرخرو، ابنِ علیؑ کے خون سے
لوحِ جہاں پہ صورتِ نقشِ دوام کربلا

زینبؑ حق شعار نے دونوں کو فتح کرلیا
ایک مقام تھا دمشق، ایک مقام کربلا

تجھ سے ہی حوصلہ مِلا رزمِ حیات میں مجھے
میرا سخن ، مرا ہنر سب ترے نام کربلا

+++

سلام

ہوائے ظلم سے جب بجھتے جا رہے تھے چراغ
حسینؑ اپنے لہو سے جلا رہے تھے چراغ

یقیں کا نور تھا آلِ نبیؐ کے چہروں پر
وہ آدمی تھے کہ صحرا میں آ رہے تھے چراغ

دیا تھا اذن جو عباسؑ کو شہادت کا
حسینؑ بامِ وفا پر سجا رہے تھے چراغ

کٹھن تھا قریۂ ظلمت میں ٹھیرنا حُرؑ کا
خیامِ آلِ عباؑ کے بُلا رہے تھے چراغ

یزیدیت کی سیہ آندھیاں تھیں چار طرف
سرِ ستونِ یقیں مُسکرا رہے تھے چراغ

فسردہ شامِ غریباں میں تھی بہت زینبؑ
جو گشتہ ہوگئے وہ یاد آرہے تھے چراغ

پڑے تھے ریگِ تپاں پر کٹے ہوئے بازو
سرِ فُراتِ ستم جگمگا رہے تھے چراغ

چمک رہے تھے شہیدوں کے جاوداں چہرے
اُٹھا کے نیزوں پہ کفار لا رہے تھے چراغ

شکستِ ظلمتِ فکرِ یزید تھی پیہم
فصیلِ تیرگیٔ کفر ڈھا رہے تھے چراغ

اگر بُجھو بھی تو بن جاؤ صبح کا خورشید
ہمیں یہ رمزِ شہادت سکھا رہے تھے چراغ

فراستِ آلِ محمدؐ کا تھا لہو سرِ دشت
میانِ کرب و بلا جھلملا رہے تھے چراغ

+++

سلام

غمِ حسینؑ میں جو آنکھ اشکبار نہیں
نگاہِ عشق میں کچھ اس کا اعتبار نہیں

دیے حسینؑ نے اسلام کو لہو کے گلاب
یہ اور کیا ہے اگر موجۂ بہار نہیں

ستم گروں کے نہیں بس میں قتلِ ذکرِ حسینؑ
یزیدیوں کو یہاں کوئی اختیار نہیں

جہاں محبتِ شبیرؑ کے چراغ نہ ہوں
وہ رہ گزار محمدؐ کی رہ گزار نہیں

غمِ حسینؑ منافی ہے کائنات تمام
یہ راز وہ ہے کہ ہر دل پہ آشکار نہیں

جہاں بشر کو ملے اک حیاتِ نو کا شعور
حُسینیت کے علاوہ کوئی دیار نہیں

کرے گا کون سرِ قتل گاہ سجدۂ شُکر
حسینؑ جیسا کوئی بندگی شعار نہیں

خطابِ زینبِ کبریٰؑ کے سامنے ٹھہرے
فصیلِ ظلم اب اتنی بھی پائیدار نہیں

فقط ہیں کربلا والے محافظِ توحید
سوائے اُن کے کسی کا یہ افتخار نہیں

سُنا حسینؑ کا نام اور نکل پڑے آنسو
خود اپنے گریے پہ مجھ کو بھی اختیار نہیں

دلوں پہ تا بہ ابد ہے حکومتِ شبیرؑ
کسی یزید کو حاصل یہ اقتدار نہیں

فراستؔ اپنا ہے رنگِ سلام سب سے الگ
کہ میری فکر کسی سے بھی مستعار نہیں

+++

سلام

مرے خدا مرے آنکھوں کی آبرو رکھنا
غمِ حسینؑ میں اِن کو لہو لہو رکھنا

سوائے آلِ محمدؐ کے نصیب ہوا
ستم کے معرکے میں خود کو سرخرو رکھنا

اُنہی کا دم تھا بہتّر چراغِ مہرو وفا
سوادِ شامِ غریباں کے روبرو رکھنا

وہی تو اہلِ صداقت کا بن گیا لہجہ
وہ نوکِ نیزہ پہ اک طرزِ گفتگو رکھنا

صدائے حق میں توانائی کا سبب ٹھہرا
وہ زخمِ تیغِ ستم زینتِ گلو رکھنا

انہی کی ضو سے مٹے گی ستم کی تیرہ شبی
چراغِ گریۂ شبیرؑ کو بہ کو رکھنا

رہِ حیات میں مل جائیں نقشِ پائے حسینؑ
ہمیشہ دل میں یہی ذوقِ جستجو رکھنا

خبر نہیں کہ کہاں سے کوئی یزید اُبھرے
حُسینیتؑ کی سدا زندگی میں خو رکھنا

حضورِ تشنہ لباں کب رسائی ہو جائے
سدا بھرے ہوئے اشکوں سے یہ سبو رکھنا

بہت ہی سہل ہے ذکرِ حسینؑ میں گریہ
بہت کٹھن ہے شہادت کی آرزو رکھنا

کبھی تو ہوگی زیارت نصیب روضے کی
فراستؔ آنکھوں کو اشکوں سے باوضو رکھنا

+++

سلام

(میر تقی میر کی زمین میں)

سبطِ نبیؐ نے جان لٹا کر حرفِ صداقت عام کیا
یوں بخشی توحید کو طاقت، یوں زندہ اسلام کیا

جلتے ہوئے خیموں سے اُبھری تیز چمک سچائی کی
ابنِ علیؑ نے حق کا اُجالا دنیا کو انعام کیا

جس نے سمجھا فکرِ حسینؑ طاقت سے مِٹ جائے گی
اُس نے حقیقت کو نہیں جانا، اُس نے خیالِ خام کیا

کیوں نہ حسینؑ کا نام ہو افضل راہِ حق کے شہیدوں میں
کس نے ایسی قربانی دی، کس نے ایسا کام کیا

باطل سے لڑنے کی قوت یونہی تو نہیں آئی ہے
شاہِ کرب و بلاؑ کا ماتم ہم نے صبح و شام کیا

اصغرؑ کی ہمت کو زمانہ دیکھ رہا ہے حیرت سے
فوجِ شام کی دہشت کو اک بچے نے ناکام کیا

فرشِ عزاء کچھ کم تو نہیں ہے ہم کو ریاض الجنۃ سے
جتنی دیر یہاں ہم بیٹھے خُلد میں جیسے قیام کیا

دشت میں جب مولاؑ نے پکارا ''ھل من ناصرٍ ینصرنا''
دنیا کے سب انسانوں پر حُجت کا اتمام کیا

کوفے کے بازار میں دیکھو یہ عظمت ہے شہیدوں کی
نوکِ نیزہ پر بھی جاری قرآن کا پیغام کیا

اُس لمحے محسوس ہوا کہ جیسے بول رہے ہوں علیؑ
زینبؑ کی تقریر نے برہم جب دربارِ شام کیا

وہ غازیؑ پانی تک آیا اور پیاسا ہی پلٹ گیا
آبِ روانِ فُرات نے اُس کی طرزِ وفا کو سلام کیا

راہِ خدا میں ایسے مصائب اور کسی نے کب جھیلے
جو آنسو بھی آنکھ میں آیا ہم نے حسینؑ کے نام کیا

باغِ دینِ مبیں پر فراستؔ آلِ نبیؐ کا احساں ہے
اپنے لہو سے پھول کھلائے، ردِّ خزاں ہر گام کیا

+++

سلام

یقیں جو ہے مجھے توحید پر حسینؑ سے ہے
خدا شناس مری چشمِ تر حسینؑ سے ہے

لہو سے اپنے لکھا حرفِ اعتبارِ رسولؐ
شعورِ عظمتِ خیر البشرؐ حسینؑ سے ہے

عروجِ نامِ خدا ہے شہادتِ شبیرؑ
بلند دینِ محمدؐ کا سر حسینؑ سے ہے

میں خدوخالِ صداقت کو جان سکتا ہوں
مجھے نصیب یہ طرزِ نظر حسینؑ سے ہے

رسومِ دینِ محمدؐ کبھی کی مٹ جاتیں
نماز و روزہ و حج معتبر حُسینؑ سے ہے

اُنھی کے ذکر سے روشن ہے آفتابِ اُمید
شبِ ستم میں نویدِ سحر حُسینؑ سے ہے

ہمارے عہد کے باطل زدہ اندھیروں میں
وہ دیکھ روشنیوں کا شجر حُسینؑ سے ہے

شقی و تنگ نظر حاجیوں کو کیا معلوم
زمیں پہ آج خدا کا یہ گھر حُسینؑ سے ہے

طرح طرح کی نقابیں ہیں اِن کے چہروں پر
ستم گروں کے دلوں میں یہ ڈر حُسینؑ سے ہے

تجھے خبر بھی نہیں ناقدِ عزائے حُسینؑ
ترے بدن پہ سلامت یہ سر حُسینؑ سے ہے

رواں ہیں وقت کی راہوں پہ قافلے حق کے
ازل سے تا بہ ابد یہ سفر حُسینؑ سے ہے

عطائے مصطفویؐ لاالٰہ الا اللہ
مگر جو اِس میں ہے رنگِ اثر حُسینؑ سے ہے

کبھی تھمیں گے نہ آنسو بیادِ کرب و بلا
نمی اِن آنکھوں میں اب عمر بھر حُسینؑ سے ہے

+++

سلام

کبھی ملا جو کوئی غم ، حُسینؑ یاد آئے
مجھے خدا سے ذرا کم ، حُسینؑ یاد آئے

میں سن رہا تھا فضیلت کہیں شہیدوں کی
ادب سے سر کو کیا خم ، حُسینؑ یاد آئے

گلاب روندے گئے کربلا کی مٹی میں
خزاں کا دیکھ کے موسم ، حُسینؑ یاد آئے

اُداس اُداس سی اک روشنی لئے اُبھرا
فلک پہ ماہِ محرم ، حُسینؑ یاد آئے

چھڑا تھا بزم میں کل ذکرِ خاندانِ رسولؐ
ہر ایک آنکھ ہوئی نم ، حُسینؑ یاد آئے

یہ بیٹھے بیٹھے یونہی چشم تو نہیں بھر آئی
بتا رہے ہیں تمھیں ہم ، حُسینؑ یاد آئے

یہی نہیں کہ عزاء کے دنوں میں رو لئے ہم
دلِ شکستہ کو ہردم ، حُسینؑ یاد آئے

دُھواں دُھواں تھی فضا اور ہَوا بھی تھی غمناک
چراغِ شام تھے مدّھم ، حُسینؑ یاد آئے

رجائیت کے ستارے طلوع ہونے لگے
ہجومِ یاس میں جس دم ، حُسینؑ یاد آئے

اُنہیں بتاؤ یہ غم طرزِ زندگانی ہے
جنہیں میانِ محرّم ، حُسینؑ یاد آئے

نماز ذکرِ الٰہی سہی مگر مجھ کو
نماز میں بھی مقدم، حُسینؑ یاد آئے

میں حقِ ماتمِ شبیرؑ تو ادا کرلوں
گزرتے وقت ذرا تھم، حُسینؑ یاد آئے

+++

سلام

(مرزا غالب کی زمین میں)

کربلا کی کوئی مثال کہاں
سیرتیں ایسی لازوال کہاں

کس سے بیعت طلب ہوا ہے یزید
تو کہاں اور نبیؐ کی آلؑ کہاں

کتنی صدیاں گزر گئیں لیکن
ذکرِ شبیرؑ کو زوال کہاں

فتح ہے حق کے ساتھ، حق ہیں حسینؑ
ہارنے کا یہاں سوال کہاں

صبر ہے آلِ مصطفےٰؐ کی سرشت
حق پرستوں میں اشتعال کہاں

روک لے بڑھ کے توسنِ عباسؑ
لشکرِ شام کی مجال کہاں

مرگِ باطل ہے خطبۂ زینبؑ
ایسا اُسلوبِ پُر جلال کہاں

دیکھ بے چہر گئے اہلِ ستم
کھو گئے اِن کے خدو خال کہاں

میں نے رُخ کر لیا ہے سوئے حسینؑ
اب بھٹکنے کا احتمال کہاں

جسم ہوتے ہیں پائمال مگر
فکر ہوتی ہے پائمال کہاں

لامکاں، لازماں حسینؑ کا غم
اِس میں ہے قیدِ ماہ وسال کہاں

سجدے میں سر ہی دے دیا اپنا
ہے عبادت میں یہ کمال کہاں

مل گیا بیٹھنے کو فرشِ عزاء
دل میں جنّت کا اب خیال کہاں

+++

سلام

برسرِ فرشِ عزاء روشن
مشعلِ حق ہے سدا روشن

اُسوۂ شاہِ شہیداںؑ سے
آج بھی ہے دنیا روشن

آندھی میں سچائی کا دیپ
سبطِ نبیؐ نے کیا روشن

خیموں سے اُٹھتے شعلے
دور تلک صحرا روشن

آلِ نبیؐ کے خون سے ہے
ارضِ کرب وبلا روشن

غازی کے عکسِ رُخ سے
تھا کیسا دریا روشن

یہ عباسؑ کا احساں ہے
ہے جو چراغِ وفا روشن

ظلمت میں ڈوبا ناوک
اصغرؑ کا چہرا روشن

عشقِ حسینؑ نے حُرؑ پہ کیا
جنت کا رستہ روشن

اُبھرا اک سر نیزے پہ
ہوگیا دشتِ بلا روشن

شامِ ستم کی دُھند میں ہے
زینبؑ کا خطبہ روشن

حُبِّ علیؑ کے ستاروں سے
رکھیے دل کی فضا روشن

تا دمِ حشر شہیدوں کے
رہتے ہیں نقشِ پا روشن

سچ کے چراغ نہیں بُجھتے
رکھتا ہے اِن کو خدا روشن

تاریکی ہے ذکرِ یزید
نامِ حسینؑ سدا روشن

+++

سلام

(منیر نیازی کی زمین میں)

سینے پہ میرے ماتم شہؑ کا نشاں تو ہے
شامِ بلا میں ایک دیا ضوفشاں تو ہے

ظالم کا اقتدار ابھی ہے، ابھی نہیں
نامِ حسینؑ ابنِ علیؑ جاوداں تو ہے

ہر دکھ میں وجہِ صبر ہے سبطِ نبیؐ کا غم
انسان کے لئے کوئی جائے اماں تو ہے

دنیا کے غم ہیں عرصۂ امروز میں اسیر
یہ غم چراغِ محفلِ آئندگاں تو ہے

کیوں چھوڑ دوں میں دامنِ عشقِ حسینؑ کو
گردابِ زندگی میں یہی بادباں تو ہے

قائم نہیں رہی وہ فصیلِ شکوتِ کفر
اکبرؑ کے دم سے آج بھی باقی اذاں تو ہے

عباسؑ کی بلندیٔ کردار کے طفیل
تاریخ میں وفا کی کوئی داستاں تو ہے

ڈھونڈوں کمالِ عشق کی اب اور کیا مثال
سجدہ حسینؑ کا سرِ ریگِ تپاں تو ہے

بجز عترتِ رسولؐ چلیں کس کے ساتھ ہم
دنیا میں اہلِ حق کا یہی کارواں تو ہے

سجادؑ ہی نہیں ہیں فقط قیدیٔ ستم
اسلام کے گلے میں بھی طوقِ گراں تو ہے

زہراؑ کے گھر کو دیکھ کے آتا ہے یہ خیال
کعبے کی حُرمتوں کا کوئی پاسباں تو ہے

یہ بھی حُسینیت کا کرشمہ ہے دہر میں
ہر عہد کے یزید کا چہرہ عیاں تو ہے

ذکرِ حسینؑ پر نہ پلک جس کی نم ہوئی
اُس کی نماز و روزہ وحج .رائیگاں تو ہے

ساحل پہ سر پٹختی ہیں موجیں بصد ملال
آبِ فُرات کو بھی غمِ تشنگاں تو ہے

+++

سلام

نہیں ہے صرف محرم زمانۂ گریہ
ازل سے تابہ ابد ہے فسانۂ گریہ

شہیدوں کے لئے روتے ہیں مہر و ماہ و فلک
یہ کائنات بھی ہے کارخانۂ گریہ

ہمیشہ مجلسِ غم ہے جہاں بنامِ حُسینؑ
ہے دل کے دشت میں اک شامیانۂ گریہ

بیادِ کرب و بلا رونے میں کروں کیوں بُخل
بہت ہے چشمِ عزاء میں خزانۂ گریہ

غمِ حسینؑ سے آباد بام و در ہیں یہاں
یہ میرا گھر بھی ہے اک آشیانۂ گریہ

اک انقلاب اِنہی آنسوؤں میں پنہاں ہے
غرورِ اہلِ ستم ہے نشانۂ گریہ

اُمیدِ دیدِ حقیقت اُس آنکھ سے کیا ہو
جو آنکھ ہو نہ سکی محرمانۂ گریہ

زمیں پہ گر کے اُگائے گا روشنی کا شجر
ہے میرے اشکوں کا قطرہ یگانۂ گریہ

کبھی تو شاہِ شہیداںؑ کے غم میں رو کر دیکھ
کھلے گا تجھ پہ رُخِ عافیانۂ گریہ

جو اہلِ درد ہیں اشکوں کی قدر کرتے ہیں
جو شمرزاد ہیں دیتے ہیں طعنۂ گریہ

فراستؔ آج بھی ڈرتا ہے ہر یزید اس سے
عظیم ظلم ہے یہ تازیانۂ گریہ

+++

سلام
(میر انیس کی زمین میں)

جو تذکرے کسی محفل میں کربلا کے چلے
تو پھر نہ پوچھ کہ جو سلسلے بُکا کے چلے

اُنہی شہیدوں سے اسلام پر بہار آئی
لہو کے پھولوں سے صحرا کو جو سجا کے چلے

قدم قدم پہ وہاں جل اُٹھے چراغِ اُمید
جدھر جدھر سے بھی یہ کارواں عزاء کے چلے

بلند ہونے لگا دینِ مصطفیٰؐ کا وقار
سرِ فُرات جو غازیؑ علم اُٹھا کے چلے

رہِ حیات میں عباسؑ جس کو کہتے ہیں
اُسی کے فیض سے سب قافلے وفا کے چلے

شہیدِ ساحلِ دریا کی جب بھی یاد آئی
سفینے درد کے دل کو مرے دُکھا کے چلے

یہ دل بھی میکدۂ عشقِ پنجتنؑ ٹھہرا
یہاں جو دور چلے ساغرِ وِلا کے چلے

زمیں لرزنے لگی، ہل گئی اساسِ حرم
گراں تھا طوق تو سجّاد لڑکھڑا کے چلے

شعورِ حق کا بھی رُخ پھر گیا اُسی جانب
قدم جدھر بھی مُحبّانِ مرتضیٰؑ کے چلے

سخاوتوں کے رویّے، شہادتوں کے چلن
یہ سلسلے بھی گھرانے سے فاطمہؑ کے چلے

وہی جو شامِ غریباں کی تیرگی میں رہے
چراغِ دینِ محمدؐ کو جگمگا کے چلے

رُخِ بشر پہ دُھواں چھا گیا ندامت کا
جب آگ خیموں میں اہلِ ستم لگا کے چلے

ہیں فکرِ تازہ کے معمار کربلا والے
نیا زمانہ، نیا اک جہاں بنا کے چلے

اسی لئے تو ہے روشن حسینیت کا دیا
کہ اِس چراغ پہ حربے کہاں ہوا کے چلے

حوالہ اور کوئی حشر میں نہ کام آیا
وہاں بھی نام فقط آلِ مصطفےٰؐ کے چلے

فراستؔ آلِ محمدؐ کی عظمتوں کو سلام
یہی تو حُرمتِ نوعِ بشر بچا کے چلے

+++

سلام

روشنی دے رہا ہے بامِ حسین
ہے فروزاں چراغ نامِ حسین

جارحیت یزیدیوں کا شعار
صبر ہے شانِ انتقامِ حسین

ظلم پر خامشی ہے جرمِ عظیم
ہے یہی معنیِ پیامِ حسین

اپنے خنجر سے قتل ہو گئے خود
چاہتے تھے جو اختتامِ حسین

کل فقط ساحلِ فرات پہ تھے
آج ہر دل میں ہیں خیامِ حسین

اس کی بنیاد جنگ سے نفرت
ضامنِ امن ہے نظامِ حسین

اک فضیلت ہے عشق شاہ نجفؑ
اک عبادت ہے احترامِ حسین

کاشفِ راز حکمتِ معبود
شرحِ قران ہے کلامِ حسین

روشنی کا منارۂ اعظم
ہر زمانے میں ہیں امامِ حسین

ایک اک آہ کربلا کے لیے
ایک اک اشک ہے بنامِ حسین

عہد نامہ ہے یہ صداقت کا
لکھتے رہنا سدا سلامِ حسین

+++

رُباعیات

قرآں کی صداقت کے سفیروں کو سلام
تاریخ کے رخشندہ ضمیروں کو سلام
آزادیٔ افکار عطا کی ہم کو
زندانِ دمشق کے اسیروں کو سلام

○

پلکوں پہ گہر دُکھ کے پرو لینے دے
عصیاں کے ہر اک داغ کو دھو لینے دے
سچائی سے اُلفت کی علامت ہیں یہ اشک
مجھ کو غمِ شبیرؑ میں رو لینے دے

○

اُسلوب ہے مرگِ ستم ایجادی کا
اعلان ہے ظالموں کی بربادی کا
اِس واقعۂ کرب و بلا میں پنہاں
پیغام ہے انسان کی آزادی کا

آ دیکھ جو معجزہ بیاباں میں ہے
اک رنگِ بقا خونِ شہیداں میں ہے
جو صبح ہے اسلام کے چہرے کی چمک
وہ صبح اِسی شامِ غریباں میں ہے

○

تاریخ سے یہ نام نہیں مِٹ سکتا
اللہ کا انعام نہیں مِٹ سکتا
جب تک ہے ضمیرِ آدمیت زندہ
شبیرؑ کا پیغام نہیں مِٹ سکتا

○

سردارِ محبانِ صداقت ہیں حُسینؑ
اک مشعلِ صحرائے شہادت ہیں حُسینؑ
اب حشر تلک ظلمتِ باطل ہے یزید
اب حشر تلک حق کی علامت ہیں حُسینؑ

انسان کی فتح کا اشارہ ہیں حُسینؑ
طوفانوں کے درمیاں کنارہ ہیں حُسینؑ
باطل کی ستم ناک سیہ راتوں میں
اُمید کا جاوداں ستارہ ہیں حُسینؑ

○

چہرے پہ یہ نورِ ازلی تو دیکھو
قرآں کی تلاوت جلی تو دیکھو
خورشیدِ صداقت ہے ابد تک کے لئے
نیزے پہ سرِ ابنِ علیؑ تو دیکھو

○

سچائی کے تم شاہدِ عینی بن جاؤ
سُقراط و براہیم و خُمینی بن جاؤ
چہرے کو بدل بدل کے آئے گا یزید
جینا ہے جو عزت سے حُسینی بن جاؤ

ظلمت ہمیں للکار نہیں سکتی ہے
نیکی کو بدی مار نہیں سکتی ہے
یہ درس دیا کربلا والوں نے ہمیں
سچائی کبھی ہار نہیں سکتی ہے

○

قائم ہے امامِ ازلی کے خوں سے
دایم ہے شہادتِ جلی کے خوں سے
اسلام کی عظمت کا یہ تابندہ چراغ
روشن ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کے خوں سے

○

ذہنوں کو عطا دولتِ دانائی کر
ہم کو بھی شہادت کا تمنائی کر
پھر جان پہ اسلام کے بن آئی ہے
اے عابدِ بیمارؑ مسیحائی کر

آئے ہیں حرم کوفے کے بازاروں میں
بیشک ہیں یہی دین کے معماروں میں
آزادیٔ انساں کے ہیں نغمے پنہاں
سجادؑ کی زنجیر کی جھنکاروں میں

○

قرآں کی فغاں گونج رہی ہے اب تک
وہ طرزِ بیاں گونج رہی ہے اب تک
اللہ کے رستے کی طرف آجاؤ
اکبرؑ کی اذاں گونج رہی ہے اب تک

○

کم سن بھی بلندیٔ وفا چھو آئے
کس شان سے پیاسے وہ لبِ جو آئے
اصغرؑ کے گلے پہ جو چلا تیرِ ستم
تاریخ کی آنکھوں میں بھی آنسو آئے

کافی ہے مجھے تیرے حرم کا سایا
عباسؑ تری چشمِ کرم کا سایا
چھو سکتی نہیں دھوپ مصائب کی مجھے
جب تک ہے مرے سر پہ علَم کا سایا

○

انسان کا کردار نہ دیکھا ایسا
قرآں کا طرفدار نہ دیکھا ایسا
توحید کے پرچم کو دیا رنگِ دوام
دنیا نے علمدارؑ نہ دیکھا ایسا

○

توحید کا ہر رنگِ بقا مِٹ جاتا
چھا جاتا ستم دینِ خدا مِٹ جاتا
ہوتا نہ جو عباسؑ کا ایثارِ عظیم
اے ہم نفسو، نامِ وفا مِٹ جاتا

زہراؑ تری قرآن نے مدحت کی ہے
تو نے تو نبوّت کی بھی نصرت کی ہے
تو نے ہی امامت کے جلائے ہیں چراغ
تو نے ہی ولایت کی حفاظت کی ہے

○

دنیا نے نشاں حق کا نہ پایا ہوتا
توحید کا مفہوم پرایا ہوتا
اسلام کو کر دیتی فنا کفر کی دھوپ
گر چادرِ زہراؑ کا نہ سایا ہوتا

○

کونین کے خالق کا ولی کہتے ہیں
توحید کا اک حرفِ جلی کہتے ہیں
جس پر ہے نصیری کو خدا کا دھوکا
اُس رفعتِ انساں کو علیؑ کہتے ہیں

ہنستے ہنستے پار اُتر جائیں گے
جنت میں بلند کر کے سر جائیں گے
آئے گا پُلِ صراط جب زیرِ قدم
ہم نادِ علیؑ پڑھ کے گزر جائیں گے

○

اسلام کا قرآں کا نبیؐ کا دشمن
تحقیق کا علم و روشنی کا دشمن
توحید کی ہے روح علیؑ کی سیرت
اللہ کا دشمن ہے علیؑ کا دشمن

○

خوشیوں کی حِنا اُس کو نہیں لگ سکتی
کوئی بھی دعا اُس کو نہیں لگ سکتی
اک ذرہ بھی رکھے گا علیؑ سے جو عِناد
جنت کی ہوا اُس کو نہیں لگ سکتی

انساں کا شرف دیکھ رہی ہیں آنکھیں
مولاؑ کی طرف دیکھ رہی ہیں آنکھیں
پھر کفر کے خطروں میں گھرا ہے اسلام
پھر سوئے نجف دیکھ رہی ہیں آنکھیں

○

وہ صاحبِ شر، وہ افتراق نہ رہا
اندازِ غرور و طمطراق نہ رہا
شبیرؑ کی مجلسیں ہیں دنیا بھر میں
دربارِ یزیدی کہیں باقی نہ رہا

○

ہمت کی یہ تشکیل نہیں ملتی ہے
آلام کی تفصیل نہیں ملتی ہے
وہ صبر جو زینبؑ نے کیا ہے لوگو
اُس صبر کی تمثیل نہیں ملتی ہے

چہروں پہ منافقت کے غازوں سے بچائے
بے روح عقائد کے جنازوں سے بچائے
جو ذکر سے ہوں آلِ محمدؐ کے تہی
اللہ مجھے ایسی نمازوں سے بچائے

○

مایوسی کی تیرگی مٹادی تم نے
اک مشعلِ جاوداں جلادی تم نے
اے کرب و بلا میں جان دینے والو
اسلام کی توقیر بڑھادی تم نے

○

انسان کی عظمت غمِ شبیرؑ میں ہے
اسلام کی شوکت غمِ شبیرؑ میں ہے
اس غم سے ہی کُھلتے ہیں رموزِ کونین
قرآں کی بصیرت غمِ شبیرؑ میں ہے

یہ ذکر نہیں صرف رُلانے کے لئے
ہے حسنِ عمل اشک بہانے کے لئے
ہے ماتمِ شبیرؑ و صدائے گریہ
انساں کے ضمیر کو جگانے کے لئے

○

اسلام کا بن گیا سہارا سجدہ
ایسا نہ ادا ہوگا دوبارہ سجدہ
معراج ہے بندگی کی اے سبطِ رسولؐ
تپتی ہوئی ریت پر تُمھارا سجدہ

○

سچائی کے آئینہ گروں کو دیکھو
تاریخ کے اِن دیدہ وروں کو دیکھو
اسلام ہے سربلند اِن کے دم سے
نیزوں پہ شہیدوں کے سروں کو دیکھو

ایسا کوئی دیکھا نہیں مردِ ایثار
ایسا کہیں پایا نہیں حق کا اظہار
سورج کی طرح دہر کی تاریکی میں
روشن ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کا کردار

○

کردار میں نیکی کا چمن کھل جائے
ہر چاکِ دلِ رنج زدہ سِل جائے
رہتی نہیں پھر اُس کو تمنائے بہشت
جس کو بھی درِ آلِ عبا مل جائے

○

اک جوش ہے ان اشکوں کے پیمانوں میں
آجا شہِ کربلا کے دیوانوں میں
انساں کو سکھاتا ہے جو تردیدِ ستم
وہ حوصلہ ملتا ہے عزاء خانوں میں

ہیں کور نگاہ ظلم ڈھانے والے
مٹ جاتے ہیں خود حق کو مٹانے والے
اِن شعلوں میں جل رہا ہے باطل کا غرور
واقف نہیں خیموں کو جلانے والے

○

مرتی ہوئی امید جلادی تو نے
خیرہ سری خاک میں ملادی تو نے
اے زینبِ کبریٰ ؑ ترے خطبے کو سلام
بنیادِ یزیدیت ہلادی تو نے

○

اے وقتِ رواں، زخمِ الم سہنے دے
آنکھوں سے مری اشکِ عزا بہنے دے
جنت سے بھی بڑھ کر یہ ٹھکانہ ہے مجھے
شبیرؑ کے قدموں میں پڑا رہنے دے

اللہ کی حکمت کا یہ گُر ہوتا ہے
پوشیدہ خزف ریزوں میں دُر ہوتا ہے
درکار ہے تھوڑا سا حُسینی جذبہ
ہر شخص کے اندر کوئی حُرؓ ہوتا ہے

○

ممکن ہی نہیں درد کے بادل چھٹ جائیں
یہ رنج کے پھیلے ہوئے سائے ہٹ جائیں
سجّادؑ نے اُس غم کو اُٹھایا دل پر
جس غم سے پہاڑوں کے کلیجے پھٹ جائیں

○

اسلام کے درپے تھا یزیدی طوفان
شبیرؑ نے جاں دے کے بچایا قرآن
اب حشر تلک سارے مسلمانوں پر
زہراؑ کے گھرانے کا رہے گا احسان

حق لعل و جواہر سے نہیں تُل سکتا
اب بابِ ندامت بھی نہیں کُھل سکتا
یہ قتلِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا خوں ہے
تاریخ کے دامن سے نہیں دُھل سکتا

○

تاریخ کے سینے کی کسک تو دیکھو
معصوم شجاعت کی جھلک تو دیکھو
اک برق سی گر پڑی صفِ باطل پر
اصغرؑ کے تبسّم کی چمک تو دیکھو

○

عظمت تری ہر عہد نے مانی زینبؑ
زندہ ہے تری شعلہ بیانی زینبؑ
تبلیغِ حُسینیت ہے تیرا فیضان
اے مجلسِ شبیرؑ کی بانی زینبؑ

مت غیض کا ہوشکار حق کی خاطر
ہے صُلح بھی ایک وار حق کی خاطر
کردارِ حسنؑ نے یہ سکھایا ہم کو
ٹھوکر پہ ہے اقتدار حق کی خاطر

○

یہ جادۂ توحید نہیں ہے آسان
سچائی کی تائید نہیں ہے آسان
اِس راہ میں جاں دینا ہے شرطِ اوّل
شبیرؑ کی تقلید نہیں ہے آسان

○

فریادِ بلب ، محوِ فغاں رہتی ہے
افسوس لئے دل میں رواں رہتی ہے
اک غازیٔ تشنہ لبؑ کی خاطر اب بھی
صحرا کی ہوا نوحہ کناں رہتی ہے

عبّاسِؑ جری سب پہ کرم ہے تیرا
صد رشکِ وفا صحنِ حرم ہے تیرا
ڈوبے گی نہ اب دینِ مبیں کی ناؤ
اِس ناؤ کا بادباں علم ہے تیرا

○

کمزوروں کو اک عزم نیا مل جائے
اک آن میں جنّت کا پتا مل جائے
گمراہوں کی تقدیر سنور جائے اگر
شبّیرؑ کا نقشِ کفِ پا مل جائے

○

شاہی کو یہ تسلیم نہیں کرتا ہے
نااہلوں کی تعظیم نہیں کرتا ہے
وحدت کا سبق دیتا ہے شبّیرؑ کا غم
انسانوں کو تقسیم نہیں کرتا ہے

تردیدِ ستم پہ مُتّفق ہے دنیا
اِس حق کے علم پہ مُتّفق ہے دنیا
حائل نہیں اِس میں رنگ و نسل و مذہب
شبیرؑ کے غم پہ مُتّفق ہے دنیا

○

ہر شرک مٹایا ہے ابو طالبؑ نے
ایمان سکھایا ہے ابو طالبؑ نے
ہم آج مسلماں ہیں اُنہی کے دم سے
اسلام بچایا ہے ابو طالبؑ نے

○

باطل کی رعونت کو مٹا دیتا ہے
اِنساں کے ضمیر کو جگا دیتا ہے
شبیرؑ کے ماسوا نہیں ہے کوئی
جو موت کو زندگی بنا دیتا ہے

حرفِ آخر

العجل العجل

ستم کا سج گیا بازار اب تو آجاؤ
خدا کی فوج کے سالار اب تو آجاؤ

اُلٹ دو غیبتِ کبریٰ کی یہ نقابِ گھن
جہاں ہے تشنۂ دیدار اب تو آجاؤ

کہیں بھی سچ کا اُجالا نہیں رہا باقی
کہ ہر طرف ہے شبِ تار اب تو آجاؤ

ہوا و حرص نے گھر کر لیا دلوں میں یہاں
ہر ایک روح ہے بیمار اب تو آجاؤ

بشر کے کاندھے پہ انصاف کا جنازہ ہے
زمیں کو عدل ہے درکار اب تو آجاؤ

علیؑ کے چاہنے والوں پہ بند ہیں راہیں
کھنچی ہے ظلم کی دیوار اب تو آجاؤ

نبیؐ کے دین پہ اک گردشِ مسلسل ہے
امیرِ ثابت وسیار اب تو آجاؤ

نئے یزید زمانے میں ہوگئے پیدا
حسینیتؑ کے طرفدار اب تو آجاؤ

یہ انتقام خدا کا ہے وقت حجتِ عصرؑ
بلارہے ہیں عزادار اب تو آجاؤ

کچل نہ دے کہیں اُمت کو سازشِ کفار
امامِ مہدیؑ سرکارؑ اب تو آجاؤ

+++



فراستؔ ایک پڑھے لکھے، زیرک اور صحبت یافتہ شخص ہیں۔ وہ جدید علوم سے بھی کماحقہٗ واقف ہیں۔ ان کی آواز اور نفسِ مضمون دونوں میں ایک نوع کی تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ ان کا حیطۂ بصیرت بہت علم مدار اور وسیع ہے۔ وہ عروض کے اسرار و رموز سے بھی شناسائی رکھتے ہیں۔

ان میں حاضر جوابی اور خوش مزاجی کے ساتھ ساتھ بلا کی سنجیدگی بھی پائی جاتی ہے۔ یہ اودھ کی اس زرخیز تہذیب کی عطا ہے جس میں ان کی زندگی کی کونپل پھوٹی تھی۔ گہرا شعور، درد مند دل اور حساس طبیعت فیاضِ مطلق کا فیض ہے۔ یہی وہ عناصر ہیں جن سے ان کی طبیعت کا خمیر اٹھا ہے اور انہی عناصر ثلاثہ سے ان کی شاعری صورت پذیر ہوئی ہے۔

علامہ طالبؔ جوہری